بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقلید کی حقیقت

تألیف

محمود الحسن الجمیری

استاد جامعہ الدراسات الاسلامیہ۔ کراچی۔ پاکستان

نشر و توزیع

بیت الحمد کراچی پاکستان

فہرس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سببِ تألیف

میں نے حنفی گھرانے میں آنکھ کھولی اور حنفی گھرانے ہی میں پرورش پائی حنفی معاشرے میں زندگی گزاری اوراسی طرح حنفی جامعہ سے تعلیم حاصل کی اسی لئے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید کرتا آیا، کیونکہ میرا سب سے بڑا محسن جو میرا سبب وجود ہے وہ حنفی ہے۔اس کے بعد میرے اساتذہ کرام جنہوں نے مجھے علم ودانائی سکھائی وہ بھی سب حنفی تھےاسی وجہ سے حنفی مذہب میرے دل ودماغ میں راسخ ہوگیا۔اسی لئے لاشعوری طور پر میں وہی کہتا جوصاحب ردالمختار نے کہاہے: (الحق ما نحن عليه و الباطل ما عليه خصومنا)

ترجمہ: حق وہی ہےجس پرہم ہیں اور جس پر ہمارے مخالفین ہیں وہ باطل ہے۔

اسی لئے کبھی تحقیق کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی کہ کہاں تک ہم حق پر ہیں کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عظمت اور عمدہ فقاہت اور تقدم کو دیکھ کر ہر حدیث جوان کے مذہب کے خلاف ہوتی ، ہیچ معلوم ہوتی اور جسم میں کانٹوں کی طرح چبھتی اور پھراس سے راہِ فرار حاصل کرنے کیلئے جو اصول وطریقے سیکھے تھے سارے اس پر منطبق کر دیتے تھے۔

شمع شعور کب روشن ہوئی ؟

جب بندہ ناچیز چوتھی کلاس میں تھا اور فقہ کی کتاب شرح الوقایہ پڑھ رہا تھا اوراستاذ محترم عبدالقیم حفظہ اللہ اذان کے مسئلہ پر بحث فرمارہے تھے،اس دوران ایک طالب علم نے ان سے یہ سوال کیا کہ بلال رضی اللہ عنہ تہجد کیلئے اذان دیتے تھے،اس پر ہمارا عمل کیوں نہیں ہے۔تو اس پر استاذ کا جواب یہ تھا کہ یہ ہمارا مذہب نہیں ہے،امام شافعی کا مذہب ہے۔

اس دن سے میرے دل میں یہ کھٹکا ہوا کہ آخرایسا کیوں ہے کہ آپ ﷺ کے سامنے بلال رضی اللہ عنہ کا اذان دینا صحیح ہےاور ہمارے نزدیک صحیح نہیں ہےاوردوسری بات میں نے یہ دیکھی کہ ہرمسئلہ پر امام شافعی رحمہ اللہ

کے مذہب کو غلط ثابت کیا جاتا تھا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کو صحیح ۔ان تمام حالتوں کو دیکھ کر دل میں یہ بات آئی کہ ضرور کوئی حقیقت چھپائی جارہی ہے ۔اس بات کا یقین اس وقت ہوا جب میرے والد محترم نے مجھے بار بار تلقین کی کہ باہر کی کتابیں بالکل نہ پڑھنا فقط درسی کتب پر توجہ دینا لیکن بتقاضہ (بنو آدم حریص فیما منع) ہر مسئلہ کیلئے چاروں مذہبوں کی کتابیں دیکھنا ضروری سمجھتا تھا اور جب ان کتابوں کی طرف رجوع کرتا تو حقیقت کچھ اور پاتا۔

بہرحال یہ انسان پر بہت مشکل ہے کہ وہ اس مذہب کو چھوڑ دے جو اس کے باپ دادا اور اساتذہ کرام کا مذہب ہو لیکن کیا یہ عذر اللہ کو قبول ہے اور کیا یہ سبب نجات بن سکتا ہے؟ اور جب کوئی باطل عقیدہ والا ہمارے سامنے یہ عذر رکھ دے تو کیا ہم اسے یہ کہہ کر قبول کر لیتے ہیں کہ تم اپنے محسنین کے مذہب پر باقی رہو، قائم رہو کیونکہ یہ بزرگ تمہارے خیرخواہ ہیں؟ ہرگز نہیں اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہم اپنے لئے اس کو کیسے دلیل بنا لیتے ہیں؟ کیا ہمیں اس آیت سے ڈر نہیں لگتا:

اِذْ تَبَرَّأَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَأَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّؤُا مِنَّا. (سورة البقرة ١٦٦)

ترجمہ: ”جس وقت پیشوا لوگ اپنے تابعداروں سے بیزار ہو جائیں گے اور عذاب کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور کل رشتہ ناطے ٹوٹ جائیں گے اور تابعدار لوگ کہنے لگیں گے کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں“۔

بہرحال پھر رفتہ رفتہ حدیث کی طرف میرا رجحان بڑھتا گیا اور مذہب حدیث کو سینے سے لگا لیا لیکن اس کی سزا مجھے میرے اساتذہ نے یہ دی کہ مجھے بخاری شریف اور دیگر حدیث کے دروس سے نکال دیا اور بغیر سند کے جامعہ سے رخصت کر دیا. هذا جزاء من اتخذ الحديث مذهبه

یہ ہے تقلید اور مقلدین کی حقیقت جس میں ہم عرصہ دراز سے غوطے لگا رہے تھے۔ آیئے اب اس کتاب کو پڑھ کر کچھ اپنے بارے میں بھی فیصلہ کیجئے۔

واللہ یھدی الی سواء السبیل .

بقلم محمود الحسن الجمیری

سابق طالب علم جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا. من يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادی له. وأشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريک لہ وأشهد أن محمدا عبده ورسوله وصلى الله على إمام الأنبياء والمرسلين وعلى أله وصحبه أجمعين وعلى من تبعهم بإحسان ودعا بدعوتهم إلى يوم الدين.

أما بعد' فقد قال الله تعالى فى كتابه الكريم : ﴿اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلا تَتَّبِعُوا مِنْ دُوْنِهٖ أَوْلِيَاءَ قَلِيْلا ًمَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾(الأعراف.٣)

وقال رسول الله ﷺ: (تركتكم على بيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدى الا هالک (١)

کچھ عرصہ پہلے ایک کتاب بنام (ترویحات خمسہ) جو کہ حکیم میر محمد ربانی صاحب کی تصنیف ہے اور اسی طرح ایک اور کتاب **(أغراض الجلالين)**

جس کے مصنف عبدالغنی جاجروی صاحب ہیں، نظر سے گزری۔ ان دونوں کتابوں کے مصنفین نے اپنے اپنے غالیانہ اور متعصّبانہ انداز سے تقلید کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے بلکہ یہاں تک کہ لکھ دیا ہے کہ پہلا غیر مقلد بن کر ظاہر ہونے والا شخص شیطان تھا۔ اور یہی دعویٰ مفتی محمد ولی درویش صاحب (استاذ جامعۃ العلوم الاِسلامیۃ بنوری ٹاؤن ۔کراچی) نے اپنی کتاب (کیا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت ہے) میں کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر مزے کی بات یہ ہے کہ میر محمد صاحب نے موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کا مقلد ثابت کیا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں اس بحث کو لے کر آگے چلوں قارئین کرام کو یہ بتادینا ضروری سمجھتا ہوں کہ تقلید کسے کہتے ہیں اور اس کی کیا تعریف ہے اور کیا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تقلید کی اجازت دی ہے یا نہیں۔ اور اسی طرح علمائے اَحناف اور غیر احناف سلف کے نزدیک تقلید کی کیا حیثیت تھی اور اس کے بارے میں ان کی کیا رائے تھی۔

الجا(١) رواہ احمد وابن ماجه ۔ و قال رسول الله ﷺ تركت فيكم أمرين لن تضلو ما تمسكتم بهما كتاب الله و سنة نبيه ۔ رواه مالك رحمه الله فى الموطأ باب ٣/٤٦ والحاكم فى المستدرك والتبريزي فى المشكوة حديث ١٨٦ والسيوطى فيمع الصغير حديث رقم: ٢٩٣٧، سلسله "الأحاديث الصحيحة" ١٧٦١۔

”تقلید“ علمائے اَحناف کے نزدیک

١ .فإن التقليد هو الأخذ بقول الغير بغير معرفة دليله. (عقود رسم المفتى ص ٢٣ للعلامة الشامي الحنفى)

کسی دوسرے کے قول کو بغیر کسی دلیل کے لینے کو تقلید کہتے ہیں۔

٢ . التقليد العمل بقول الغير من غير حجة .

(مسلم الثبوت ج٢ ص. ٣٥٠).

تقلید دوسرے کے قول پر بغیر کسی دلیل کے عمل کرنے کا نام ہے۔

٣. التقليد اتباع الانسان غيره فيما يقول أو يفعل معتقدا الحقيقة فيه من غير نظر و تأمل في الدليل كأن هذا المتبع جعل قول الغير أوفعله قلادة فى عنقه من غير مطالبة الدليل (حاشيه حسامى. ٢)

تقلید یہ ہے کہ کسی دوسرے انسان کے قول یا فعل کی پیروی کرنا بغیر کسی سوچ وسمجھ کے اس اعتقاد کے ساتھ کہ جو کچھ وہ کہتا ہے یا کرتا ہے وہی حق ہے۔ گویا کہ اس مقلد نے اس دوسرے شخص کے قول و فعل کا طوق اپنی گردن میں پہن لیا ہے اب وہ کسی دلیل کا مطالبہ نہیں کرسکتا ہے۔

٤.قال ابن الهمام التقليدالعمل بقول من ليس قوله احدى الحجج بلا حجة . (تيسيرا التحرير)

ابن الھمام حنفی کا کہنا ہے کہ تقلید یہ ہے کہ عمل کرنا کسی کے قول پر جس کے قول میں کسی قسم کی کوئی حجت نہیں ہے بلکہ بلا حجت ہے۔

ابطال تقلید کے لئے قرآنی دلیل

اب آیئے ہم یہی بات قرآن کریم کی روشنی میں پرکھتے ہیں کیا ہمارے لئے بغیر کسی دلیل کے کسی کی پیروی کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

قال تعالىٰ : قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ (البقرة. ١١١)

آپ کہہ دیجئے کہ اگر تم (اپنے عمل واعتقاد میں) سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

لیکن ہر زمانے میں یہی دستور رہا کہ جب بھی مقلد سے اس کے عمل پر دلیل طلب کی جاتی ہے تو وہ بجائے دلیل لانے کے اپنے آباء واجداد اور بڑوں کا عمل دکھاتا کہ یہ کام کرنے والے جتنے بزرگ ہیں کیا وہ سب گمراہ تھے؟ ہم تو انہی کی پیروی کریں گے۔ بالکل یہی بات قرآن کریم سے سنئیے۔

ا۔ قال تعالیٰ: وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللّٰه قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيهِ أَبَائَنَا۔ (سورۃ لقمان۔ ۲۱)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی تابعداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔

بالکل اسی طرح آج بھی کسی حنفی سے جب کہا جاتا ہے کہ بھائی اللہ تعالیٰ کا قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث تو یوں کہتی ہے تو وہ جواب میں یہ کہتا ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادوں کو ھدایہ پر عمل کرتے ہوئے پایا ہے اور ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ یہی حال قرآن کریم کی زبان سے سنیئے۔

۲۔ وقال تعالیٰ: ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلٰى مَا أَنزَلَ اللّٰهُ وَإِلَى الرَّسُولِ قَالُوْ حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ أَبَاءَ نَا﴾ (سورۃ المائدۃ ۱۰۴)

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو وہ کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے اب مقلدین کچھ بھی کہہ لیں لیکن اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہی ہے۔

۳۔ قال تعالیٰ: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيمًا﴾ (النساء ۶۵)

قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم نہ مان لیں پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی تنگی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔

یہ آیت بتا رہی ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہیں ہیں وہ لوگ کبھی مومن

نہیں بن سکتے۔

ان آیات کی روشنی میں آپ خود فیصلہ کریں کہ اب بھی تقلید کے ناجائز ہونے میں کوئی شک ہے۔کیا اللہ تعالیٰ بغیر دلیل کے دین پر عمل کرنے کا حکم دے رہا ہے یا دلیل کے ساتھ۔

اللہ تعالیٰ کا تو فرمان ہے۔

﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (سورۃ الاسراء ۳۶)

ترجمہ: پیچھے مت پڑو اس چیز کے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے۔

کیا یہ ساری آیتیں تقلید کا حکم دے رہی ہیں یا تقلید سے منع کر رہی ہیں۔اب شاید کوئی یہ کہہ دے کہ بھائی ہم تو اپنے علماء کی پیروی کرتے ہیں وہ تو علماء ہی جانتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہے۔

﴿فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل ۴۳)

ترجمہ: اہل علم سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو۔

اور علمائے اہل حدیث کے عوام بھی ان سے پوچھتے ہیں اور ان کی تقلید کرتے ہیں ہم پر کیا طعن؟

تو جواب اس کا یہ ہے:۔

اگر کسی سے کچھ پوچھنے کا نام تقلید ہے تو پھر آج دنیا میں کوئی بھی حنفی نہیں ہے کیونکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تو دنیا میں نہیں رہے اور ہر حنفی اپنے اپنے علاقہ کے مفتی یا مسجد کے امام صاحب سے مسئلہ پوچھتا ہے تو پھر وہ اس مفتی یا امام مسجد کا مقلد بن گیا نہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا۔

اگر کوئی یہ کہے کہ بھائی ہمارا مفتی یا امام اس کو امام ابوحنیفہؒ کا مسئلہ ہی بتائے گا۔اسی لئے وہ اس مفتی یا امام مسجد کا مقلد نہیں ہوگا۔بلکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہی مقلد رہے گا۔تو عرض یہ ہے کہ اسی طرح جب کوئی ہم سے مسئلہ پوچھے گا تو ہم اسے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بتائیں گے اس لئے وہ ہمارا مقلد نہیں ہوگا بلکہ رسول اللہ ﷺ کا متبع ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ یہ آیت تو خود ہمارے لئے دلیل ہے نہ کہ مقلدین کے لئے کیونکہ اگر کسی کو علم نہ ہو تو وہ پوچھتا ہے پوچھنے کے بعد اسے علم ہو جاتا ہے کیونکہ آیت میں ہے﴿إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اگر تم کو علم نہ ہو تو پوچھو اور یہ اس لئے تاکہ عمل علم کے مطابق ہو سکے اور یہ علم اس کے عمل پر دلیل ہو۔حالانکہ تقلید نام ہے بغیر کسی دلیل اور

حجت کے اس پر عمل کرنا۔جیسے پیچھے حوالہ جات کے ساتھ تعریف گزر چکی ہے۔اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ (فقہ الأ کبر) میں تقلید کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں

و معني التقليد قبول قول من لا يدرى ما قال من أين قال وذلک لا يکون علما (الفقه الأکبر ص ۷)

تقلید کا معنی یہ ہے کہ اس شخص کا قول قبول کر لینا جس کو یہ معلوم نہیں کہ اس نے کیا کہا اور کہاں سے کہا اور یہ چیز علم نہیں ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے ان کی اپنی رائے پوچھنے کو نہیں کہا بلکہ اللہ اور اس کے رسول اللہ ﷺ کا فرمان کیا ہے؟ پوچھنے کو کہا ہے اور آج کل کوئی بھی حنفی عالم قرآن وحدیث سے فتویٰ نہیں دیتا بلکہ فتاوی شامی' فتاوی دیوبند' ھدایہ وغیرہ سے فتوے دیتا ہے حالانکہ مستفتی لکھتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیجئے۔بھلا وہ لوگ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیسے جواب دے سکتے ہیں جو قرآن کے علاوہ کسی اور کتاب کو قرآن کا درجہ دیتے ہوں حنفیوں کا کہنا ہے:۔

إن الهداية کالقرآن قد نسخت من قبلها فی الشرع من کتب (مقدمه الهداية ج ۲)

ترجمہ: بالیقین ھدایہ قرآن کریم کی مانند ہے اور اس کے سوا شریعت کی تمام کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں۔

یعنی حنفیوں کا یہ کہنا ہے کہ جس طرح قرآن سے پہلے تمام کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور ان پر عمل کرنے والا گمراہ اور ملت اسلام سے خارج ہوگا اسی طرح ھدایہ سے پہلے جو کتب تصنیف ہوئی ہیں وہ سب کی سب منسوخ ہیں چاہے وہ بخاری شریف ہو یا مسلم شریف۔امام مالک رحمہ اللہ کی موطا ہو یا امام شافعی رحمہ اللہ کی کتاب الأم ہو یا امام احمد رحمہ اللہ کی مسند احمد ہو۔ان کتابوں پر عمل کرنے والا گویا کہ منسوخ شدہ کتب پر عمل کرنے والا ہے اور دین اسلام سے نکلا ہوا ہے۔یہی بات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ صاحب کی زبان سے سنیے۔

وترى العامة سيما اليوم فى کل قطر يتقيدون بمذهب من مذاهب المتقدمين يرون خروج الانسان من مذهب من قلده ولو فى مسألة کالخروج من الملة کأنه نبي بعث اليه وافترضت طاعته عليه وکان أوائل الأمة قبل المائة الرابعة غير متقيدين بمذهب واحد. (التفهيمات الالهية ج ا ص ۲۰۶، حجة الله البالغة ج ا ص ۴۴۵).

ترجمہ: عام لوگ خاص طور پر آج کل ہر جگہ میں متقدمین کے کسی ایک مذہب کے پابند نظر آئیں گے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ کسی انسان کا اپنا مذہب جس کی وہ تقلید کرتا ہے اس سے نکلنا' چاہے کسی بھی ایک مسئلہ میں کیوں نہ ہو گویا کہ دین اسلام سے نکل جانا ہے وہ اپنے امام کو گویا ایک بھیجا ہوا نبی سمجھتے ہیں اور اس امام کی اطاعت اس پر فرض کی گئی گردانتے ہیں ۔ حالانکہ امت کے پہلے لوگ چوتھی صدی سے پہلے کسی ایک مذہب کے پابند نہیں تھے۔

اس سے بڑھ کر اور سنیے' حنفی حضرات ہر اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو رد کر دے۔

فلعنة ربنا أعداد رمل على من رد قول أبى حنيفة رحمه الله (رد المحتار ج ا ص ٦٣)

ترجمہ: اس شخص پر ریت کے ذروں کے برابر ہمارے رب کی طرف سے لعنت ہو جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو رد کردے۔

آیئے اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کن کن حضرات نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول کو رد کیا ہے جن پر احناف رات دن لعنت بھیجنے پر تلے ہوئے ہیں۔

امام مالک رحمہ اللہ (١٧٩ھ)، امام محمد (١٨٩ھ)، امام شافعی رحمہ اللہ (٢٠٤ھ)، امام ابویوسف رحمہ اللہ (٢٠٨ھ)، امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (٢٤١ھ)، امام بخاری رحمہ اللہ (٢٥٦ھ)، امام نسائی (٣٠٣ھ)، امام طحاوی رحمہ اللہ (٣٢١ھ)، امام ابن حزم (٤٥٦ھ)، امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ (٤٦٣ھ)، امام نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ)، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (٧٢٨ھ)۔

اور بھی بے شمار حضرات نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے کئی اقوال کو رد کیا ہے قارئین کرام سلف صالحین پر لعنت بھیجنا ہی احناف کی بزرگی اور دینداری ہے۔

جب کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب میری امت میں پندرہ خصلتیں پائی جائیں گی تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا اور ان میں سے ایک (**اذا لعن آخر هذه الأمة أولها**) (ترمذی رقم حدیث ٢٢١٠، ابن ماجه) جب اس امت کے آخر میں آنے والے لوگ پہلوں پر لعنت بھیجنے لگیں گے۔

ایک دوسری جگہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

(ومن لعن مؤمنا فهو كقتله)(بخاری كتاب الأدب باب ۴۴ رقم الحديث۶۰۴۷)
جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی گویا کہ اس نے اس کو قتل کر دیا۔

بلکہ دنیا میں سب سے بد بخت لوگ وہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کی زبانی لعنت کی۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے داوٗد وعیسیٰ علیہما السلام کی زبانی لعنت کی ہے جس کو قرآن کریم میں ذکر کیا ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ﴾

اور یہ شرف صرف اور صرف احناف کو حاصل ہے کیوں کہ چاروں مذہبوں میں سے صرف احناف ہی حلالہ کے قائل ہیں جس کے کرنے اور کروانے والے پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

عن ابن مسعود رضی الله عنه قال (لعن رسول الله ﷺ المحلل والمحلل له (رواه الترمذی وقال حديث حسن صحيح رقم الحديث ۱۱۲۰، وأبوداود حديث ۲۰۷۶ وابن ماجه والدارمي)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے اور کروانے والے دونوں پر لعنت بھیجی ہے۔

احناف کی بددعا تو یقیناً آج تک کسی کو نہیں لگی ہوگی لیکن نبی ﷺ کی بدعا رد نہیں ہوتی ہے تا قیامت تک لگتی رہے گی۔

قارئین کرام! یہ ہے مقلدین کا اماموں کو ماننے کا طریقہ اور احترام کا طریقہ۔ چلیں آگے چلتے ہیں۔

اگر تھوڑی دیر کے لئے مان بھی لیا جائے کہ:

﴿فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾

سے تقلید ثابت ہوتی ہے تو آیئے دیکھیں اس آیت کے بارے میں حضرات احناف کا کیا خیال ہے۔

﴿فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِمَّا أَنْزَلْنَا اِلَيْكَ فَاسْئَلِ الَّذِيْنَ يَقْرَأُوْنَ الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكَ﴾ (يونس. ۹۴)

ترجمہ: اے محمد ﷺ جو کچھ ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے اس میں اگر آپ کو کسی قسم کا شک ہو تو آپ پوچھ لیجئے ان لوگوں سے جو کتاب (تورات اور انجیل) پڑھتے ہیں۔

کیا یہاں پر بھی احناف یہی کہیں گے کہ نبی کریم ﷺ کو (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے یہود و نصریٰ کی تقلید کا حکم کیا ہے اگر ایسا نہیں بلکہ یقیناً ایسا نہیں تو (فــاســئـل) کا معنی احناف (تقلید) نہیں لے سکتے اور ہر گز نہیں لے سکیں گے۔ القرآن یفسر بعضه بعضا قرآن کی آیت ایک دوسرے کی تفسیر کرتی ہے تو پتہ چلا کہ یہاں پر (فَاسْئَلُوْا) کا معنی تحقیق ہے نہ کہ تقلید جس کا دعویٰ احناف اور دیگر مقلدین بھی کرتے ہیں۔ اور یہ معنی ہم نے اپنی طرف سے نہیں گھڑا۔ آیت کا ماقبل بتا رہا ہے۔

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُوْحِيْ اِلَيْهِمْ فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (النحل ۴۳)

ترجمہ: آپ سے پہلے ہم نے مردوں کے علاوہ کسی کو نبی بنا کر نہیں بھیجا جن کی طرف ہم وحی بھیجتے رہیں پس اس چیز کا اگر تم کو علم نہ ہو تو اہل علم سے پوچھ لو یعنی تحقیق کر لو۔

اور اگر یہاں پر (فــاســئـلـوا) سے مراد تقلید لیں گے تو پھر معنی یہ بنے گا کہ اگر محمد ﷺ کے نبی ہونے میں تمہیں کوئی شک ہو تو اہل علم یعنی اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی تقلید کرو۔ حالانکہ آیت کا یہ مطلب کسی بھی مفسر نے نہیں لیا۔ جبکہ موسیٰ علیہ السلام کو بھی قرآن کریم کی موجودگی میں تورات پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمون.

اِبطال (ردِّ) تقلید کے لئے اقوال صحابہ

اب آیئے دیکھتے ہیں تقلید کے بارے میں صحابہ کرام کی کیا رائے تھی۔

وعن ابن مسعود رضی الله عنه قال لا يقلد احدكم دينه رجلا ان آمن آمن وإن كفر كفر. (ارشاد الفحول ج ۲ ص ۲۵۷ اعلام الموقعين ج ۲ ص ۱۶۸)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی آدمی اپنے دین کے بارے میں کسی آدمی کی تقلید نہ کرے کہ جب وہ کسی بات پر ایمان لاتا ہے تو وہ بھی ایمان لاتا ہے جب وہ کسی بات کا انکار کرتا ہے تو وہ بھی انکار کرتا ہے۔

وقال ابن عباس رضی الله عنه يوشک ان تنزل عليكم حجارة من السماء أقول! قال رسول الله ﷺ وتقولون قال ابو بكر و عمر. (زادالمعاد ج ۲، ص ۱۹۵)

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے قریب ہے کہ تم لوگوں پر آسمان سے پتھر برسیں میں تم سے کہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور تم مجھے کہتے ہو ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔

آج بھی بالکل یہی حال مقلدین کا ہے جب امام سے کوئی بات منقول نہ ہو تو وہ اس بات کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے اسی طرح کوئی بات اگر حدیث کے خلاف امام سے منقول ہو پھر اسے چھوڑنے کیلئے تیار نہیں ہوتے۔ الٹا کہتے ہیں کیا ہمارے امام کو یہ حدیث نہیں ملی تھی؟ جب انہوں نے اس حدیث کو نہیں لیا تو ہم کیوں لیں۔ بالفاظ دیگر یعنی ہمارے امام سے نبی کریم ﷺ کی کوئی بھی حدیث نہیں چھوٹی۔ اب ان سے کوئی پوچھے کیا آپ کے امام نے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش تمام صحابہ کرام سے ملاقات کی تھی؟ اگر کہتے ہو کہ کی تھی تو یہ جھوٹ روزِ روشن کی طرح واضح ہے اور اگر کہتے ہو کہ نہیں کی تھی اور یقیناً نہیں کی تھی تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ تمام حدیثیں بھی ان کو نہیں ملی تھیں تو پھر سوال یہ ہوگا کہ جو حدیثیں آپ کے مسلک کے خلاف امام مالک رحمہ اللہ کے پاس ہیں یا امام شافعی رحمہ اللہ کے پاس ہیں یا امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ کے پاس ہیں یا امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے پاس ہیں انہوں نے اپنی طرف سے گھڑی ہیں یا ان کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کوئی دشمنی تھی یا ان کے خلاف اپنا مذہب اور جماعت تیار کرنا مقصود تھا حالانکہ صحیح حدیث کے مقابلہ میں کسی صحابی کا فعل بھی حجت نہیں ہے۔

یہ بات ہم اپنے طرف سے نہیں کر رہے ہیں بلکہ جلیل القدر صحابی کی زبان سے سنیں۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کسی کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

قال عبد الله بن عمر: أرأيت ان كان أبى نهىٰ عنها و صنعها رسول الله ﷺ أأمر أبي يتبع أم أمر رسول ﷺ فقال الرجل بل أمر رسول الله فقال: لقد صنعها رسول ﷺ (رواه الترمذی فی باب ماجاء فی التمتع رقم الحديث ٨٢٤)

ترجمہ: تو مجھے بتا اگر اس کام سے میرے والد نے منع کیا ہو اور اللہ کے رسول ﷺ نے اس کو کیا ہو بتا کس کی اتباع کرنی چاہیے؟ میرے والد کی یا اللہ کے رسول ﷺ کی؟ تو اس نے کہا بیشک اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کی جائے گی۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو پھر سن لے اللہ کے رسول ﷺ نے اس کام کو کیا ہے۔

اس سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ صحابہ کرام کے نزدیک بھی نبی کریم ﷺ کی حدیث کے سامنے کسی صحابی کا قول یا فعل حجت نہیں تھا۔

تقلید کے رَدّ میں احناف کے اقوال

صاحب مسلم الثبوت لکھتے ہیں:

إذلا واجب إلا ما أوجبه الله ولم يوجب على أحد أن يتمذهب بمذهب رجل من الائمة (مسلم الثبوت ص ٣٥٥ ج٢) أجمع المحققون على منع العوام من تقليد الصحابة (مسلم الثبوت ج٢ ص ٢٥٦)

ترجمہ: عمل وہی واجب ہے جو اللہ نے واجب کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی پر بھی کسی امام کے مذہب کو واجب نہیں کیا۔

محققین کا اس بات پر اجماع ہے کہ عوام کے لئے صحابہ کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔

ان کی تقسیم عجیب ہے امام کی تقلید کو تو اپنے اوپر فرض سمجھتے ہیں اور جو صحابہ کرام علم اور تقویٰ میں امام سے کئی گنا بڑھ کر ہیں ان کی تقلید سے عوام کو منع کرتے ہیں۔﴿تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰی﴾ یہ تقسیم تو بڑی ظالمانہ ہے۔

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں۔

ان الله لم يكلف أحداً أن يكون حنفيا أو مالكيا أو شافعيا أو حنبليا بل كلفهم أن يعملوا بالسنة (شرح عين العلم ص ٣٢٦)

اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس بات کا مکلّف نہیں بنایا کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بنے بلکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کا مکلّف بنایا ہے۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کیا خود امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی تقلید کا حکم دیا ہے یا نہیں۔

سئل أبو حنيفة إذا قلت قولا وكتاب الله يخالفه: قال أتركوا قولي بكتاب الله قال إذا قلت قولا وحديث رسول الله ﷺ يخالفه قال اتركوا قولي بخبر الرسول (عقد الجيد ص ٤٥)

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر آپ کا کوئی قول اللہ تعالیٰ کی کتاب کے خلاف ہو تو کیا

کریں فرمایا میرے قول کو چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کی کتاب کو لے لینا پھر کہا اگر آپ کا قول اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث کے خلاف ہوتو ؟ فرمایا اسی طرح میرے قول کو چھوڑ دینا اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کے فرمان کو لے لینا۔

اب دیکھتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ خود بھی کسی کی تقلید کرتے تھے یا نہیں۔

اني لا اقلد التابعي لأنهم رجال ونحن رجال ولا يصح تقليدهم (نور الأنوار ص ۲۱۹)

ترجمہ: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا فرمان ہے میں کسی تابعی کی تقلید نہیں کرتا کیونکہ وہ بھی ہماری طرح انسان ہیں اور انکی تقلید صحیح نہیں ہے۔

اسی طرح علامہ شامی حنفی لکھتے ہیں:۔

إذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولا يخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عن ابي حنيفة أنه قال اذا صح الحديث فهو مذهبى . (شرح عقود رسم المفتى لا بن عابدين ص ۱۹)

جب صحیح حدیث ملے اور وہ حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہو پھر حدیث ہی پر عمل کیا جائے گا اور وہی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہوگا اور اس صحیح حدیث پر عمل کرنے کی وجہ سے کوئی حنفیت سے نہیں نکلے گا کیونکہ امام صاحب کا فرمان ہے کہ جب حدیث صحیح ہوتو وہی میرا مذہب ہوگا۔

اسی طرح اور آگے جا کر لکھتے ہیں۔

فاذا ظهر له صحة مذهب غير إمامه فى واقعة لم يجزله أن يقلد إمامه (شرح عقود رسم المفتى ص ۲۴)

ترجمہ: اگر کسی کے لئے اپنے امام کے علاوہ کسی اور امام کا مسلک صحیح ظاہر ہو جائے چاہے کسی بھی واقعہ میں ہو تو پھر اس کو اپنے امام کی تقلید کرنی جائز نہیں ہے۔

یہ تمام باتیں دلائل کے ساتھ پڑھنے کے بعد بھی اگر کسی مقلد کو تسلی نہ ہو اور اپنی اس تقلید سے توبہ نہ کرے تو پھر ہم اس کے بارے میں وہی کہیں گے جو کچھ علامہ عبدالحی حنفی لکھنوی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔

قد تعصبوا فى الحنفية تعصبا شديداً والتزموا بما فى الفتاوى التزاماً شديداً وان وجدوا

حديثا صحيحا أو أثرا صريحاً على خلافه وزعموا أنه لو كان هذا الحديث صحيحا لأخذ صاحب المذهب ولم يحكم بخلافه وهذا جهل منهم (النفع الكبير ص ۱۴۵)

ترجمہ: احناف کی ایک جماعت سخت تعصب میں مبتلاء ہے اور سختی سے کتب فتاویٰ کے ساتھ چمٹی ہوئی ہے اور اگر ان لوگوں کو کوئی صحیح حدیث یا کوئی صریح اثر مل جاتا ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہو تو وہ یہ کہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو امام صاحب ضرور اس کے مطابق فتویٰ دیتے اور اس کے خلاف فیصلہ نہ دیتے اور یہ ان لوگوں کی جہالت ہے۔

أئمہ سلف کا مذہب

اب بھی شاید کسی کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہو کہ اگر تقلید کے بارے میں ان بڑی بڑی ہستیوں کا یہ خیال ہے اور یہ فتویٰ ہے تو پھر انہوں نے تقلید کیوں کی؟

تو آیئے آپ کو ہم بتاتے ہیں کیا وہ تقلید کرتے تھے یا نہیں؟ یاد رہے کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ فلاں حنفی تھا یا مالکی تھا یا شافعی تھا یا حنبلی تھا اس کا بالکل یہ مطلب نہیں کہ وہ تقلید کرتے تھے بلکہ ہر کوئی اپنی اپنی دلیل اور اجتہاد کے مطابق چلتے تھے اگر کوئی یہ سوال کرے کہ پھر ان کو حنفی کیوں کہتے تھے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ ان کا طرز استدلال اور استنباط بالکل وہی تھا جو ان کے بزرگوں کا تھا اور ان کے اساتذہ کا تھا اس لئے ان کو حنفی کہا جاتا ہے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ ہر بات میں ان کی تقلید کرتے تھے۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے سب سے بڑے شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور امام محمد تھے اور یہ اس معنی میں حنفی تھے کہ انہوں نے اس مکتب سے تعلیم حاصل کی تھی جسکے سربراہ اور جس کے مؤسس امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تھے۔ اس معنی میں حنفی نہیں تھے کہ وہ ان کی تقلید کرتے تھے کیونکہ مقلد کیلئے اپنے امام کی بات کو رد کرنا کسی صورت میں درست نہیں ہے۔ جبکہ امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنے استاذ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کیساتھ دو تہائی مسائل میں اختلاف کیا ہے اسی طرح امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ أجمعین کے مکتب اور مدرسہ سے تعلق رکھنے والے کی اپنے اپنے امام کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔

مگر مقلدین نے کسی کو بھی معاف نہیں کیا بلکہ ہر ایک کے گلے میں تقلید کا پھندہ ڈالتے گئے۔ یہاں تک کہ شاگردوں کو بھی اپنے اپنے اساتذہ کا مقلد بنا دیا ہے۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی اپنے آپ کو حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی نہیں لکھا ہے اور اگر ان کے شاگردوں کے اپنے اساتذہ کے ساتھ جو اختلافات ہوئے ہیں ان مسائل کو جمع کیا

جائے تو کئی ضخیم جلدیں تیار ہو جائیں۔ آپ خود ہی دیکھ لیں کہ جن کو یہ مقلدین حنفی یا شافعی کہتے ہیں وہ خود اپنے بارے میں کیا لکھتے ہیں۔ علامہ شامی لکھتے ہیں۔

الأئمة الشافعية كالقفال والشيخ ابن علي والقاضي حسين رحمه الله أنهم كانوا يقولون لسنا مقلدين للشافعي رحمه الله بل وافق رأينا رأيه ويقال مثله في أصحاب أبي حنيفة مثل أبي يوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله بالأولى وقد خالفوه في كثير من الفروع.

(عقود رسم المفتی ص ۲۵)

ترجمہ: علماء شوافع مثلاً قفال، شیخ ابن علی اور قاضی حسین رحمہ اللہ ان سب کا یہ کہنا ہے کہ ہم امام شافعی کے مقلد نہیں ہیں بلکہ ہماری رائے ان کی رائے کے موافق ہوگئی ہے اور اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے۔ (کہ وہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد نہیں تھے) مثلاً ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کیونکہ انہوں نے اکثر مسائل میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کی ہے۔

اسی طرح امام طحاوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب شرح معانی الأ ثار میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بے شمار مسائل رد کئے ہیں۔

قال الطحاوی لا بن حربويه لا يقلد الا عصبي أو غبي (عقود رسم المفتی ص ۲۶)

ترجمہ: امام طحاوی امام ابن حربویہ سے کہتے ہیں تقلید تو متعصب یا بے وقوف ہی کرتا ہے۔ اسی طرح روح المعانی کے مصنف علامہ الوسی حنفی لکھتے ہیں۔

ان كان للضلالة أب فالتقليد أبوها (روح المعانی ج ۱ ص ۹۷)

ترجمہ: اگر گمراہی کا کوئی باپ ہے تو تقلید اس کا باپ ہے۔

اسی طرح امام نووی الشافعی رحمہ اللہ نے (جو کہ اعتدال میں نمونہ تھے) امام شافعی کے بہت سارے مسائل جو صحیح احادیث کے خلاف تھے ان کو چھوڑ کر صحیح احادیث کو اپنا مسلک بنایا ہے دیکھ لیں۔ (المجموع للنووی) اور لکھتے ہیں، یہی امام شافعی کا مسلک ہے کیونکہ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے **اذا صح الحديث فهو مذهبي** ۔ صحیح حدیث میرا مذہب ہے۔ جبکہ آج کل کے احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص امام کے قول کو چھوڑ کر صحیح حدیث پر عمل

کرے تو وہ راہ راست سے ہٹ جاتا ہے اور لعن طعن کا مستحق بن جاتا ہے جو کسی سے مخفی نہیں ہے۔

اس سے بڑھ کر تو یہ ہے کہ صحیح حدیث کو توڑ مروڑ کر اپنے مذہب کے تابع بنا دیتے ہیں ایمان کا تقاضہ تو یہ تھا کہ مذہب کو صحیح حدیث کے تابع بناتے جب کے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

﴿ لاَ یُؤْمِنُ اَحَدُ کُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبَعًا لِمَا جِئتُ بِہ﴾ (رواہ البغوی فی شرح السنة والنووی فی أربعینه وقال هذا حدیث حسن رقم الحدیث ۴۱ وهو صحیح معناً)

ترجمہ: تم میں سے کوئی بھی ایمان والا نہیں بن سکتا جب تک اس کی تمام خواہشات میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ ہوجائیں۔

اور اس جرم عظیم کا اقرار احناف کے بڑے بزرگ علماؤں نے بھی کیا ہے جن میں سے مولانا اشرف علی تھانوی صاحب بھی ہیں لکھتے ہیں:۔

بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوبا ومفروض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا ہے کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام صاحب کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو پھر بھی بہت سے علل وخلل حدیث میں پیدا کر کے یا اس کی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کر دیں گے اور قول امام کو نہ چھوڑیں گے۔ ایسی تقلید حرام اور بمصداق قولہ تعالیٰ:

﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾

اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہیں۔ (فتاویٰ امدادیہ ج۴ ص۹۰)۔

علامہ کرخی حنفی کا قرآن وحدیث کے مقابلہ میں اصول گھڑنا

قرآنی آیات اور حدیثوں کی تاویلات کر کے اپنے مذہب کے تابع بنانا حنفیوں کا بنیادی اصول ہے۔ اس سے بڑھ کر حنفی علماء نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جو آیت اور حدیث ہمارے مذہب کے خلاف ہوگی وہ آیت یا وہ حدیث بھی منسوخ ہے۔ دیکھئے لکھتے ہیں:۔

إن کل آیة تخالف قول أصحابنا فانها تحمل علی النسخ أو علی الترجیح والأولی ان

تحمل علی التأویل من جھة التوفیق. (اصول الکرخی ص ۸).

ترجمہ: ہر وہ آیت جو ہمارے فقہاء کے قول کے خلاف ہوگی اسے یا تو نسخ پر محمول کیا جائے گا یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا اور بہتر یہ ہے کہ اس آیت کو تاویل پر محمول کیا جائے تا کہ توافق ظاہر ہو جائے۔

اسی طرح لکھتے ہیں:۔

ان کل خبر یجيء بخلاف قول أصحابنا فانه یحمل علی النسخ أوعلی أنه معارض بمثله (اصول الکرخی ص ۲۹)

ترجمہ: بیشک ہر اس حدیث کو، جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہاءِ احناف) کے خلاف ہوگی، نسخ پر محمول کی جائے گی یا یہ سمجھا جائے گا کہ یہ حدیث اس جیسی کسی دوسری حدیث کے خلاف ہے۔

بالکل یہی اصول کفار قریش نے بھی نبی کریم ﷺ کو پیش کیا تھا کہ جو کچھ قرآن میں ہمارے عقیدے کے خلاف ہے اس کو منسوخ کر دو یعنی مٹا دو پھر ہم تمہاری بات مانیں گے اور تم پر ایمان لائیں گے۔ اعاذنا اللہ من مثل ھذا التحریف.

میر محمد صاحب کا فرشتوں کو آدم علیہ السلام کا مقلد قرار دینا

اب آیئے ہم اپنی بحث کی طرف لوٹتے ہیں جس میں میر محمد ربانی صاحب نے ابلیس ملعون کو غیر مقلد ثابت کیا ہے لکھتے ہیں۔

جب آدم علیہ السلام اپنے وقت کے خلیفہ بمعنی امام اعظم ثابت ہوئے تو ان کی تقلید و اطاعت کرنے والے فرشتگان تھے اور مقلدین آدم علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوئے اور پہلے مقلدین قرار پائے اور ان کی تقلید و اطاعت سے بھاگنے والا ابلیس تھا جو پہلا غیر مقلد بن کر سامنے آیا۔ بعینہٖ اسی طرح امت محمدیہ کے امام اعظم جناب ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید و اتباع سے بھاگنے والوں کے نام غیر مقلدین ہے جو ابلیس لعین کی تقلید اتباع کو بخوشی اور عمداً اپناتے ہیں لیکن امام اعظم کی تقلید سے گھبراتے ہیں اور احناف کرام امام اعظم کے مقلدین ہیں اور فرشتگان کی مانند اپنے امام اعظم کی تقلید کو اپنانے والے ہیں اب نتیجہ اور خلاصہ کلام یہ رہا کہ امام اعظم کا منکر یا ابلیس ہے یا ابلیس کا یار ہے۔ اور ان کا مقلد یا فرشتہ ہے یا فرشتوں کا پیروکار ہے۔ انتھٰی

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے آدم علیہ السلام کو خلیفہ یعنی امام اعظم مان لیا ہے تو دیکھیے' خلیفہ کسے کہتے ہیں؟

الخليفة: **الامام الذي ليس فوقه إمام**: خلیفہ کہتے ہیں اس امام کو جس کے اوپر کوئی اور امام نہ ہو۔

پھر آپ نے ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو امام اعظم کیسے مانا۔ کیا ان کے حق میں بھی کوئی قرآنی آیت نازل ہوئی ہے؟ کہ امام اعظم ابوحنیفہ ہیں جیسے کہ حضرات ابراہیم علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ قَالَ اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ إِمَامًا ﴾ (البقرة ۱۲۴)

ترجمہ: کہ میں آپ کو لوگوں کا امام بنانے والا ہوں۔

تو جب آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بنا دیا تو ثابت ہوا کہ آپ نے آدم علیہ السلام کی امامت کو نہیں مانا۔ پھر تو ابلیس کے یار آپ بھی بن گئے ہیں اور غیر مقلد بن کر ظاہر ہوئے۔

پھر آپ نے لکھا ہے کہ اس کی (یعنی آدم علیہ السلام) کی تقلید واطاعت کرنے والے فرشتگان تھے اور مقلدین آدم علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوئے۔

عجیب بات ہے دعویٰ تو آپ کا عالم اور حکیم ہونے کا ہے اور غلطی اتنی فحش کی ہے کہ علم وحکمت کا جنازہ نکال دیا۔ آپ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین والوں کے لئے خلیفہ بنا کر بھیجا ہے نہ کہ آسمان والوں کے لئے کہ فرشتے بھی ان کی تقلید اور اطاعت کے مکلّف ہوں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ آپ قرآن شریف کی تفسیر سے بھی ناواقف ہیں۔ تو دیکھئے۔

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ إِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيْفَةً﴾ البقرة ۳۰

ترجمہ: اور جب آپ کے رب نے کہا فرشتوں سے کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

صاحب جلالین اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

يخلفني في تنفيذ أحكامي فيها وهو آدم.

(تفسير الجلالين ص۸)

جو زمین میں میرے احکام کو نافذ کرنے میں میرا نائب بنے گا وہ آدم علیہ السلام ہوگا۔

دوسری بات یہ کہ آپ نے فرشتوں کو آدم علیہ السلام کا مقلد قرار دیا جبکہ آدم علیہ السلام فرشتوں کے امام نہیں تھے جیسے کہ اوپر کی آیت سے ثابت ہو چکا۔ وہ سجدہ جو کہ فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو کیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ نہ کہ آدم علیہ السلام کے حکم سے۔

تقلید کے نشہ میں آپ اتنے مدہوش ہو گئے ہیں کہ فرشتوں کے گلے میں بھی تقلید کا پھندہ ڈال دیا۔اور آگے جا کر آپ نے موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کا مقلد بنا دیا ہے۔یعنی فرشتے بھی مقلد ہوئے، انبیاء کرام بھی مقلد ہوئے اور امام صرف ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہیں۔تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جب کوئی ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو مقلد کہہ دے تو آپ کو برا لگتا ہے۔اور ادھر سے آپ نے فرشتوں سے لے کر انبیاء تک کو مقلد بنا دیا ہے ہمیں تو یہ خوف ہونے لگا کہ کہیں آپ لوگ آگے جا کر اللہ رب العزت کو بھی کسی کا مقلد نہ قرار دے دیں۔ **نعوذ بالله من همزاتكم.**

اور پھر آپ نے لکھا ہے کہ (یہ فرشتے پہلے مقلدین قرار پائے) تو سوال آپ سے یہ ہے کہ ان کو مقلدین آدم علیہ السلام قرار دینے والے اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہیں یا آپ ہیں؟ اگر آپ ہیں تو آپ کی بات کسی پر حجت نہیں ہے۔اس لئے ہمارا آپ سے وہی مطالبہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے:۔

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ﴾(بقرة ۱۱۱)

ترجمہ:اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

پھر آپ نے کہا کہ (اس کی تقلید واطاعت سے بھاگنے والا ابلیس تھا) تو آپ جان لیں کہ آدم علیہ السلام نے ابلیس کو کوئی حکم نہیں دیا تھا۔جس کی وہ تقلید واطاعت کرتا۔اور یہ آپ کی سینہ زوری یا علمی خیانت ہے کہ ابلیس آدم علیہ السلام کی تقلید واطاعت سے بھاگا ہے بلکہ ابلیس اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے بھاگا ہے۔قرآن میں نظر ڈالیں تو پتہ چل جائے گا کہ آپ کی بات کہاں تک درست ہے۔قال تعالیٰ:(**ففسق عن أمر ربه**) ترجمہ:پس (ابلیس) اپنے رب کی اطاعت سے نکل گیا۔ اور اگر آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی کو سجدہ کرنا اس کی اطاعت وتقلید کرنا ہے تو یہ دعویٰ بھی آپ کا غلط ہوگا۔کیوں کہ یوسف علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے (**وخروا له سجداً**) یعنی یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے والدین اور تمام بھائی سجدے میں گر گئے۔اور اس کا قائل کوئی نہیں ہے کہ یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹوں سمیت یوسف علیہ السلام کی تقلید کرتے تھے۔**فافهم ولا تكن من الغافلين.**

میر محمد ربانی صاحب کا ابلیس کو پہلا غیر مقلد قرار دینا

موصوف لکھتے ہیں کہ ''ابلیس پہلا غیر مقلد بن کر سامنے آیا''

تو آپ جان لیں کہ حقیقت یہ ہے کہ ابلیس ہی سب سے پہلا مقلد بن کر منظر عام پر آیا وہ اس لئے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو پس پشت ڈال کر اپنی نفسانی خواہش کی تقلید کی۔تو آیئے ہم قرآن حکیم سے پوچھتے ہیں کہ کیا

واقعی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی یا اپنی خواہش کی تقلید کی۔

پہلی دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (فَفَسَقَ عَنْ أمرِ رَبَّه)

ترجمہ: ابلیس اپنے رب کی اطاعت سے نکل گیا۔ تو پتہ چلا کہ ابلیس نے اپنے رب کی اطاعت نہیں کی اور گمراہ ہوا بلکہ سب سے بڑا گمراہ ہوا۔

دوسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَنْ أضَلُّ مِمَّنْ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدىً مِنَ اللّٰه﴾ (القصص ۵).

ترجمہ: اس سے بڑا گمراہ کون ہوسکتا ہے جس نے اپنی خواہش کی تقلید اور تابعداری کی بغیر اللہ تعالیٰ کی ہدایت کے۔

تیسری دلیل: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿أفَرَأيتَ مَنْ اتَّخذَ إلٰهَهُ هَوَاهُ وَأضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ﴾ (الجاثیه ۲۳)

ترجمہ: کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی خواہش کو اپنا رب بنالیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو علم ہونے کے باوجود گمراہ کردیا۔

تو یہ بات ہمارے لئے ان دلائل کی رو سے روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ابلیس ہی پہلا شخص تھا جس نے اپنی نفسانی خواہش کو رب بنالیا تھا اور پھر اس کی تقلید کی اور پہلا مقلد بن کر منظر عام پر آیا۔

تو ہماری بھی احناف سے وہی نصیحت ہے جو نصیحت اللہ رب العزت نے تمام انسانیت کو کی ہے؟

﴿اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَّبِّكُمْ وَلا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهِ اَوْلِيَاءَ قَلِيْلاً مَّا تَذَكَّرُوْنَ﴾ (الاعراف ۳)

ترجمہ: تم لوگ اس کی اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے آئی ہے اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کی اتباع مت کرو تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهُ اِلَى اللّٰهِ﴾ (الشوری ۱۰)

ترجمہ: اور جس میں تمہارا اختلاف پڑ جائے پس لے جاؤ فیصلہ اس کا اللہ کی طرف۔ وقال تعالیٰ:

﴿وَلا تَتَّبِعُوْا اَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ﴾

(المائدہ ۷۷).

ترجمہ: اوران لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں اور بہتوں کو بہکا چکے ہیں اورسیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں۔

وَقَالَ تَعَالیٰ ﴿ وَلَئِنْ اتَّبَعْتَ أَهْوَائَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَائَکَ مِنَ الْعِلْمِ مَالَکَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِی وَّلاَ نَصِیْرٌ﴾ (البقرة ۱۲۰)

ترجمہ: اگر آپ نے علم آنے کے باوجود بھی انکی خواہشات کی پیروی کی تو پھر اللہ کی طرف سے نہ کوئی کارساز ہوگا اور نہ مددگار۔

اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ ابلیس کوعلم بھی تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے(آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنا)لیکن پھر بھی اس نے اپنی خواہش کی تقلید کی اور گمراہ ہوا۔

میر محمد صاحب کہتے ہیں کہ مقلدین فرشتوں کی مانند اور غیر مقلدین ابلیس کی مانند ہیں۔اب بات ظاہر ہو گئی ہے کہ مقلدین فرشتوں کی مانند ہیں یا ابلیس ملعون کی مانند ہیں جوسب سے پہلے اپنے نفس کی تقلید کر کے مقلد ثابت ہوا۔

میر محمد صاحب آگے جا کر لکھتے ہیں۔غیر مقلدین ''جو ابلیس لعین کی تقلید واتباع کو بخوشی اور عمداً اپناتے ہیں لیکن امام اعظم کی تقلید سے گھبراتے ہیں''۔

میں کہتا ہوں مقلدین جو ابلیس لعین کی تقلید واتباع کو بخوشی اور عمداً اپناتے ہیں۔لیکن اس ہستی کی اتباع و پیروی سے بھاگتے ہیں جس کو رب کائنات نے تمام امت کا امام اعظم بلکہ امام الأنبیاء بنایا ہے اوراس کی پیروی کرنے کا حکم دیا ہے۔جس کی گواہی خود قرآن پاک دے رہا ہے:

﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَاوَجَدْنَا عَلَیْهِ أبَائَنَا﴾(سورة لقمان ۲۱)

ترجمہ: جب ان سے کہا جائے کہ اتباع کرواس کی جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں ہم تو اتباع کریں گے اسی کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔

اوراسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰی مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَی الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ أَبَائَنَا﴾

(سورۃ المائدۃ ۱۰۴)

ترجمہ:اور جب کہا جائے ان سے آؤ اس کی طرف جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا (قرآن) اور رسول کی طرف (حدیث) تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔

تو آئیں ہم یہی سوال اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں کہ جو آپ کے پیارے نبی محمد ﷺ کے فیصلہ کو نہیں مانتے اور امام کے قول کے ساتھ چمٹ جاتے ہیں اور آپ کی پکار پر لبیک نہیں کہتے ہیں آپکی حدیثوں پر تب تک عمل نہیں کرتے جب تک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا تصدیق نامہ نہ ہو اور ان کی رائے کے مطابق نہ ہو کیا یہ شخص نبی کریم ﷺ کی اتباع کر رہا ہے یا شیطان کی تقلید کر رہا ہے؟

اللہ تعالیٰ کا جواب: قال تعالیٰ:

﴿فَاِنۡ لَّمۡ یَسۡتَجِیۡبُوۡا لَکَ فَاعۡلَمۡ اَنَّمَا یَتَّبِعُوۡنَ اَہۡوَآءَہُمۡ﴾ (سورۃ القصص ۵۰)

ترجمہ: اگر یہ لوگ آپ کی بات نہیں مانتے تو اس بات کا یقین کرلیں کہ یہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کررہے ہیں۔

تو پتہ چلا کہ یہ مقلدین کا پرانا مرض ہے کہ جب بھی کتاب وسنت کی طرف ان کو بلایا جائے تو وہ منہ موڑ لیتے ہیں اور اپنے عمل کے استدلال میں باپ دادوں کو پیش کرتے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے بھی ایسے معاندین کے بارے میں ہمیں مطلع کردیا ہے کہ یہ لوگ اگر محمد رسول اللہ ﷺ کی بات نہیں مانتے تو یقین کرلینا کہ یہ محض اپنی خواہشات کی پیروی میں سرگرداں ہیں۔

مولانا عبدالغنی جاجروی اور مفتی محمد ولی درویش صاحب کا ایک شبہ اور اس کا ازالہ

مولانا عبدالغنی جاجروی صاحب اپنی کتاب اغراض الجلالین میں (خَلَقۡتَنِیۡ مِنۡ نَّارٍ وَّ خَلَقۡتَہٗ مِنۡ طِیۡنٍ) اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ابلیس'' پہلا شخص تھا جو غیر مقلد ہوا اور یہ سوال کرتے ہیں کہ اگر تم کہو کہ وہ غیر مقلد نہیں تھا تو بتاؤ مقلد تھا تو کس کا تھا پس جب تم ابلیس کو مقلد ثابت نہیں کرسکے تو پتہ چلا کہ ابلیس غیر

مقلد تھا......اور یہی دعویٰ مفتی محمد ولی درویش صاحب نے اپنی کتاب ''کیا نماز جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا سنت ہے'' میں کیا ہے۔

جواب: دونوں حضرات کے سوال کے جواب اگر چہ ہم میر محمد ربانی صاحب کے اعتراض کے جواب میں مفصل ذکر کر چکے ہیں لیکن پھر بھی موصوف کو ان کے اپنے انداز میں جواب دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

تو جواب یہ ہے کہ جس طرح آپ کا دعویٰ ہے کہ پہلا غیر مقلد ابلیس ہے تو ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ پہلے غیر مقلدین فرشتے ہیں اگر آپ کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد نہیں تھے بلکہ مقلدین تھے تو بتایئے مقلدین تھے تو کس کے تھے؟ پس جب آپ فرشتوں کو مقلد ثابت نہیں کر سکے اور ہرگز نہیں کر سکتے تو مان لیجئے اور ایمان لایئے کہ فرشتے غیر مقلدین ہیں......اور اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان۔(اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الأَرْضِ خَلِیْفَةً)''میں زمین میں (آدم کو) خلیفہ بنانے والا ہوں'' یہ نہیں کہا کہ آسمان میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ وللہ الحمد

اتباع اور تقلید میں فرق

اس سے پہلے کہ میر محمد صاحب کے ایک اور شبہ کا جواب دوں جس میں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کا مقلد ثابت کرنے کی کوشش کی ہے (اتباع اور تقلید کے مابین) فرق بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

تقلید کی تعریف ہم نے پہلے صفحات میں تفصیلاً احناف کی کتابوں سے ہی بیان کردی ہے کہ تقلید نام ہے کسی کی بات کو بغیر کسی دلیل کے قبول کر لینا۔

لیکن محترم استاذ مفتی نیوٹاؤن کراچی مفتی ولی درویش صاحب کی ضد ہے کہ اتباع اور تقلید میں کوئی فرق نہیں بلکہ دونوں ایک ہی چیز ہیں کیوں کہ قرآن شریف میں لفظ اتباع تقلید کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جیسے (فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ) کہ انہوں نے فرعون کے امر کی اتباع کی ہے۔اور اسی طرح دوسری جگہ میں فرمایا:

﴿قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَائَنَا﴾

ہم تو اتباع کریں گے اسی چیز کی جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا ہے۔

تو پتہ چلا تقلید میں اتباع ہے اتباع اور تقلید میں کوئی فرق نہیں ہے۔

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ مفتی ولی صاحب نے امت کے تمام علماء کو جھٹلایا حنفی و غیر حنفی جنہوں نے تقلید کی تعریف کر کے اسے اتباع سے الگ کیا ہے اور اس پر رد کیا ہے۔ ذرا پھر سے صفحہ نمبر (۱۶۔۱۷) کی طرف رجوع کیجئے

پھر آگے پڑھیے۔

ہمارا دعویٰ یہی ہے کہ تقلید سراسر جہل اور گمراہی ہے پھر بھی آپ کی یاددہانی کے لئے کچھ نقل کردیتا ہوں۔

کتاب التوضیح والتلویح میں ہے: **فالمعرفة ادراک الجزئیات عن دلیل فخرج التقلید** (التوضیح والتلویح ص ۱۱) دلیل کے ساتھ جزئیات کے ادراک کو معرفت کہتے ہیں پس تقلید اس سے خارج ہو گئی۔

اسی طرح امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی تقلید کو جہل قرار دیا ہے فرمایا:۔

وبالظن والتقلید لا یحصل العلم والمعرفة

(فقه الأکبر ص۷)

ظن اور تقلید سے علم اور معرفت حاصل نہیں ہوتی۔

پھر آگے جا کر فرماتے ہیں (**وذلک لا یکون علماً**) تقلید تو جہل ہے علم نہیں۔اسی طرح امام احمد ابن حنبل کا فرمان ہے

(**لا تقلدنی ولا تقلد مالکاً ولا الشافعي ولا الأوزاعي ولا الثوري وخذ من حیث اخذوا**.

(الاعلام ج۲ ص۳۲)

ترجمہ: تم میری تقلید مت کرو اور نہ ہی مالک اور شافعی اور اوزاعی اور ثوری کی۔تم بھی وہیں سے (احکام) لو جہاں سے ان لوگون نے لئے ہیں۔

اسی طرح علامہ الوسی حنفی نے بھی تقلید کو گمراہی قرار دیا ہے لکھتے ہیں۔**إن کان للضلالة أب فالتقلید ابوها**: اگر گمراہی کا کوئی باپ ہے تو تقلید اس کا باپ ہے۔(روح المعانی ج۱ ص۹۷)

اسی طرح علامہ طحاوی رحمہ اللہ حنفی کا کہنا ہے:۔

لایقلد إلاعصبی أوغبي : تقلید تو متعصب یا کوئی بیوقوف ہی کرتا ہے (عقود رسم المفتی ص ۲۷)

لگتا ہے مفتی ولی صاحب قرآن کریم کو سمجھنے میں اپنے آئمہ کرام سے دوقدم آگے بڑھ گئے ہیں یا ان آئمہ کی غیر مقلدین سے دوستی تھی جس کی بناء پر انہوں نے تقلید کے بارے میں الٹی سیدھی کہہ دی۔

بہر حال یہ تو آپ کے آپس کا مسئلہ ہے ہمیں معلوم نہیں کہ کون سچے ہیں اور کون جھوٹے اب آیئے تحقیق

جواب کی طرف:۔

تو میں یہ کہوں گا کہ شاید موصوف عربی لغت سے ناواقف ہونے کی بنا پر اتباع اور تقلید میں تمیز نہ کر سکے یا تو متجاہل بن رہے ہیں یا عوام الناس کو دھوکے میں ڈال رہے ہیں۔

بیشک قرآن کریم میں تقلید کے لئے لفظ اتباع ہی استعمال کیا گیا ہے۔اس سے یہ کہاں لازم آتا ہے کہ اتباع اور تقلید ایک ہی چیز ہے۔

اب آیئے دیکھئے قرآن کریم میں (سمک)یعنی مچھلی کے لئے لفظ (لحم)یعنی گوشت استعمال کیا گیا ہے۔اور اسی طرح کہیں مدینہ(یعنی شہر) کے لئے لفظ(قریة)یعنی گاؤں استعمال کیا گیا ہے۔کیا اب اس سے مچھلی گوشت بن جاتی ہے اور شہر گاؤں بن جاتا ہے۔ہرگز نہیں!

تو پھر آیئے میں آپ کو عربی زبان کے کچھ ایسے الفاظ پر مطلع کروں جو کہ کئی معنوں کے لئے استعمال ہوئے ہیں۔کبھی تو ایک ہی لفظ اپنی ضد کے لئے بھی استعمال ہوا ہے دیکھ لیجئے لفظ "قرء" عربی زبان میں حیض کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور طہر کے لئے بھی۔کیا اب آپ یہ کہیں گے کہ حیض اور طہر ایک ہی چیز ہے اور ان دونوں کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔اسی طرح لفظ "مولی" عربی زبان میں مالک کے معنی میں بھی آتا ہے اور غلام کے معنی کے لئے بھی آتا ہے۔اسی طرح لفظ "جارية" عربی زبان میں کشتی کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور لونڈی کیلئے بھی۔

اور اسی طرح لفظ "عین" کے معنی آنکھ بھی ہے اور چشمے کو بھی کہتے ہیں اور سونے کو بھی کہتے ہیں۔

میرے خیال میں یہ چند الفاظ مثال کے طور پر مفتی ولی صاحب کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں۔

کیا اب بھی مفتی ولی صاحب یہی کہیں گے کہ مالک اور غلام ایک ہی چیز ہے۔کشتی اور لونڈی ایک ہی چیز ہے، آنکھ اور چشمہ اور سونا ایک ہی چیز ہیں۔

حق تو یہ ہے کہ محل بدل جانے سے اس لفظ کا ترجمہ اور معنی بھی بدل جاتا ہے جس طرح غلام کے لئے لفظ "مولی" استعمال کرنے سے غلام مالک نہیں بن جاتا ہے اور مالک غلام نہیں بن جاتا اسی طرح تقلید کے لئے لفظ "اتباع" استعمال کرنے سے تقلید اطاعت رسول نہیں بن جاتی بلکہ تقلید ہی رہتی ہے۔

ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ اتباع اور تقلید دونوں کی ظاہری شکل ایک ہے لیکن حقیقت میں آسمان وزمین کا فرق ہے۔جیسے کہ پانی اور پیشاب دونوں کی ظاہری شکل تو ایک ہی ہے لیکن حقیقت میں ایک پاک دوسرا ناپاک ہے۔

اس لئے تمام آئمہ کرام نے اس ناپاکی سے سختی سے منع فرمایا ہے۔

آیئے ہم آپ کو دکھاتے ہیں کہ اس دعویٰ میں ہم اکیلے نہیں ہیں بلکہ اور بھی علماء سلف نے تقلید اور اتباع میں فرق کیا ہے۔

دیکھئے کتاب ''التقليد وأحكامه'' سعد بن عبدالعزیز الششری لکھتے ہیں۔

التقليد التزام المكلف مذهب غيره بلا حجة .اما الإتباع فهو ماثبت عليه حجة .وممن قال بذلك ابن خويذ منداد وابن عبد البر وابن القيم والشاطبى وغيرهم.(جامع بيان العلم ٢/٢/١٤٣٢ الإعتصام ص ٣٤٢ اعلام الموقعين ١٨٢/٢).

ترجمہ: تقلید نام ہے چمٹ جانا مکلّف کا کسی غیر کے مذہب کے ساتھ بغیر کسی دلیل کے اور اتباع کہتے ہیں جس پر دلیل ثابت ہوئی ہو۔ اور یہ تعریف امام ابن خویذ امام ابن عبدالبر، امام ابن القیم اور شاطبی نے کی ہے اور ان کے علاوہ کئی علماء نے بھی یہ تعریف کی ہے۔

اور اسی طرح ابوعمر ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے اس پر تمام علماء کا اجماع نقل کیا ہے فرماتے ہیں:۔

أجمع الناس على أن المقلد ليس معدودا من اهل العلم وأن العلم معرفة الحق بدليله فإن الناس لا يختلفون أن العلم هو المعرفة الحاصلة عن الدليل وأما بدون الدليل فانما هو تقليد (إعلام الموقعين ج ١ ص ١٧، وانظر مختصر جامع بيان العلم و فضله باب فساد التقليد و نفيه ص ٢٩٢ - ٣٠٤)

ترجمہ: لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقلد کو اہل علم میں سے شمار نہیں کیا گیا کیونکہ علم تو حق کو اس کی دلیل سے پہچان لینے کا نام ہے۔ لہٰذا اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ علم دلیل سے حاصل شدہ معرفت کا نام ہے۔(۱)۔

(۱) یاد رہے کہ تقلید کا سلسلہ باتفاق العلماء چوتھی صدی کے بعد شروع ہوا ہے اگر مفتی ولی صاحب کو تقلید اور اتباع میں فرق نظر نہیں آتا تو کیا چیز تھی جو چوتھی صدی کے بعد شروع ہوئی تھی۔ ہم نے سنا ہے کہ پیلیا کی بیماری آنکھوں میں ظاہر ہوتی ہے یہاں تو عقلوں میں بھی لگنے لگی جس کی وجہ سے تقلید بھی اتباع نظر آتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک کسی بھی عالم نے اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع کی تعریف تقلید سے نہیں کی اگر یقین نہ آئے تو کوئی بھی تفسیر اٹھا کر دیکھ لیں چاہے کسی مقلد کی یا غیر مقلد کی عربی کی ہو یا اردو کی کہیں بھی قرآن کریم میں اتباع کا لفظ رسول کے ساتھ آیا ہو اور اس کا ترجمہ یا تفسیر تقلید سے کیا گیا ہو۔ کیونکہ اتباع صرف اور صرف رسول کی

ہوتی ہے اور رسول کے علاوہ دوسروں کی تقلید ہوتی ہے۔

فافهم وتدبر ولا تكن من الغافلين.

میر صاحب کا موسیٰ علیہ السلام کو خضر علیہ السلام کا مقلد قرار دینا

لکھتے ہیں ''جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام بامر خداوندی جناب خضر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو آداب مقلدانہ بجا لاکر فرمایا:۔

﴿هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِی مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾

ترجمہ کرتے ہیں۔ کیا میں اس شرط پر آپ کا مقلد اور متبع بن سکتا ہوں کہ اپ اپنی سکھائی گئی تعلیم کے رشد و علم سے مجھے بھی کچھ قدر بتادیں۔

جواب: جناب میر محمد صاحب آپ کی عبارت کا پہلا حصہ دوسرے حصہ کے متضاد ہے۔

آپ نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام بأ مر خداوندی جناب خضر علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے۔ تو یہ ثابت ہوا کہ ان کی خدمت میں جانا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو کام اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا جاتا ہے وہ اتباع ہوتی ہے نہ کہ تقلید تو پھر اس عبارت میں آپ کا یوں کہنا کہ آداب مقلدانہ کو بجالاتے ہوئے یہ بالکل ہٹ دھرمی اور سینہ زوری ہے۔

پھر آگے جا کر اس آیت کے ترجمہ میں مقلد اور متبع دونوں لفظ استعمال کئے ہیں کیوں کہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی کبھی کسی کا مقلد نہیں ہوتا اس لئے آپ نے لفظ متبع کو ذکر کردیا ہے تاکہ کوئی آپ پر اعتراض نہ کرسکے۔

اور ویسے بھی اس آیت سے آداب مقلد نہیں بلکہ آداب متعلم ثابت ہوتے ہیں جس پر آیت خود دلالت کرتی ہے۔

﴿هَلْ اَتَّبِعُکَ عَلٰی اَنْ تُعَلِّمَنِی مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴾

اور اس آیت کے بارے میں جمہور مفسرین یہی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ سفر تحصیل علم کے لئے تھا نہ کہ تقلید کے لئے اور آپ نے ابھی ابھی جان لیا کہ علم اور تقلید دونوں متضاد چیزیں ہیں۔

تعجب کی بات تو یہ ہے کہ جس آیت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں علم کی اہمیت بیان کرنے کے لئے ذکر کیا ہے اس آیت سے میر محمد صاحب نے غالیانہ طریقے سے تقلید کو ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ اصل بات تو

یہ ہے کہ جب میر محمد صاحب سے تحریف قرآن نہ ہوسکی تو انہوں نے اس کی تفسیر میں تحریف کر دی اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

﴿وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلَامَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾

(سورة البقرة ۷۵)

ترجمہ: تحقیق یہ ہے کہ ان میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو کلام اللہ کو سن کر عقل وعلم والے ہوتے ہوئے پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں اور وہ خوب جانتے ہیں۔

پھر آگے جا کر میر محمد صاحب کہتے ہیں ''اس پر موسیٰ کو خضر علیہ السلام نے کہا کہ راہ تقلید واتباع ایک مشکل راہ ہے اس پر آپ نہیں چل سکیں گے اور ہمت ہار کر آداب تقلید کو جواب دے دیں گے۔

﴿اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾

جواب: قارئین کرام! آپ نے میر محمد صاحب کی واضح تحریف قرآن کو دیکھ لیا ہے۔ہم میر محمد صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یہ بات جو آپ نے خضر علیہ السلام کی طرف منسوب کی ہے یہ قرآن کی کون سی آیت میں ملتی ہے یا کونسی حدیث میں آئی ہے یا خضر علیہ السلام خواب میں آ کر آپ کو بتا کے گئے ہیں۔ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آپ لوگ صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ہی جھوٹ باندھتے ہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ مقلد تعصب میں آ کر انبیاء اور اولیاء کرام پر بھی جھوٹ باندھتا ہے۔فلعنة الله علی الکاذبین.

حالانکہ خضر علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے ﴿اِنَّکَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ کہنے کا سبب خود قرآن میں موجود ہے کہ آگے جا کر جو کام خضر علیہ السلام سے صادر ہونے والے ہیں وہ سب ظاہری شریعت کے خلاف ہیں۔ بھلا ایک پیغمبر شریعت کے خلاف ہوتے ہوئے کام کو کس طرح برداشت کرسکتا ہے اس لئے خضر علیہ السلام نے پہلے سے ہی موسیٰ علیہ السلام کو اس بات کی تنبیہ کر دی تھی کہ آپ میرے افعال پر جو کہ شریعت کے مخالف ہوں گے میرے ساتھ صبر نہیں کرسکیں گے۔ یہ ہے اس قصہ کی حقیقت جس کو میر محمد صاحب نے تقلید کا جامہ پہنایا ہے۔ دیکھ لیں۔تفسیر ابن کثیر ج ۳،ص ۱۲۵ سے ۱۳۳،تفسیر قرطبی ص ۱۳ سے ۲۸،تفسیر فتح القدیر ج ۳،ص ۴۲۵ سے ۴۳۷،تفسیر المنیر ج ۸،ص ۲۸۹۔

اور آگے جا کر لکھتے ہیں:۔

﴿فَلا تَسْئَلْنِیْ عَنْ شَیْءٍ حَتّٰی اُحْدِثَ لَکَ مِنْهُ ذِکْرًا﴾

یعنی تم مجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے جب تک کہ میں خود تم کو نہ بتاؤں۔

چنانچہ تقلید امام کا مفہوم بھی یہی ہے کہ مقلد آدمی اپنے امام سے کسی دلیل کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ انتھی کلامہ

جواب: جناب! اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ دلیل کا مطالبہ نہیں کر سکتا' ہاں اتنا ضرور ثابت ہوتا ہے کہ دلیل کا مطالبہ کرنے میں جلدی نہ کرنا جو کہ لفظ ﴿حَتّٰی اُحْدِثَ﴾ سے معلوم ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے تقلید کی پٹی آپ کی آنکھوں پر بندھی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ قرآن کی ہر جگہ میں تقلید ہی تقلید نظر آتی ہے اس کے علاوہ کچھ اور نظر نہیں آتا۔

جناب میر محمد صاحب موسیٰ علیہ السلام کا یہ واقعہ آپ کے مذہب کے خلاف اور ہماری تائید میں ہے۔ آپ ذرا قرآن پر نظر ڈال کر دیکھ لیں اور یہ بات کسی بھی عالم پر مخفی نہیں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ہر جگہ پر خضر علیہ السلام سے دلیل کا مطالبہ کیا ہے کہ آپ نے یہ کام کیوں کیا؟ سورۃ کہف کو غور سے پڑھ لیں اور اس واقعہ سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ شریعت کے خلاف کوئی بھی کام ہوتے ہوئے دیکھو تو دلیل کا مطالبہ کرو بلکہ ہمیں تو قرآن کریم یہی تعلیم دیتا ہے۔

﴿وَلاَ تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ﴾

ترجمہ: اس چیز کی پیروی مت کرو جس کا تم کو علم نہ ہو۔

وقال تعالیٰ: ﴿قُلْ هٰذِهٖ سَبِیْلِی أَدْعُوْا اِلَی اللّٰهِ عَلٰی بَصِیْرَةٍ أنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾ (یوسف ۱۰۸).

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ یہ ہے میرا راستہ میں بلاتا ہوں اللہ کی طرف معرفت اور دلیل کے ساتھ یہ میرا بھی کام ہے اور میرے ماننے والوں کا بھی۔

اب بتایئے میر محمد صاحب......قرآن کریم کی تعلیم تو یہ ہے کہ کوئی بھی کام دین کا کرو تو دلیل کے ساتھ کرو۔ اور یہ کام صرف نبی کا نہیں یا صرف مجتہد کا نہیں بلکہ ہر وہ انسان جو نبی کریم ﷺ کا امتی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ کیوں کہ قرآن میں آیا ہے ﴿مَنِ اتَّبَعَنِیْ﴾ جو بھی میری اتباع کرنے والا ہے۔ بلکہ دنیا میں جو بھی شخص دین میں کوئی بات کرے گا اس سے دلیل کا مطالبہ کرنا قرآن کریم کا حکم ہے۔

قال تعالیٰ: ﴿قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ﴾ (الأنبیاء ۲۲).

ترجمہ: کہو اپنے دعویٰ پر دلیل پیش کرو اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔

قارئین کرام! اب آپ خود فیصلہ کریں کہ حکم اللہ تعالیٰ کا مانیں یا میر محمد صاحب کا۔ میر محمد صاحب کہتے ہیں تقلید کرتے ہوئے دلیل نہ طلب کرو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے دلیل کے بغیر عمل نہ کرو۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ میر محمد صاحب اللہ تبارک وتعالیٰ سے جھگڑ رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے قوانین رد کرنے اور اپنے مذموم قوانین نافذ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔(الله يهديه إلى صراط مستقيم).

احناف کا لفظ اعتبار سے قیاس مراد لینا

ووجوب الاعتبار أی القیاس حکم مع انه لیس من افعال الجوارح (التوضیح والتلویح ص ۳۲).

ترجمہ: اعتبار کا واجب ہونا یعنی قیاس (یہ اللہ تعالیٰ کا) حکم ہے اس کے باوجود کہ یہ حکم افعال جوارح میں سے نہیں ہے۔

یعنی احناف کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ﴿فَاعْتَبِرُوْا يَا أُولِي الأَبْصَارِ﴾ کے معنی قیاس کرو اے عقل مندو۔ تو پتہ چلا قیاس کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دیکھئے (اصول البزدوی ص ۲۵۰، نور الأنوار ص ۲۲۴).

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ احناف کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے، سورۃ مؤمنون میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِي الأَنْعَامِ لَعِبْرَةٌ﴾ (مؤمنون ۲۱)

ترجمہ: ''تمہارے لئے ان جانوروں میں عبرت ہے''۔

اگر احناف کے مذہب کے مطابق یہاں پر معنی قیاس کا کیا جائے تو مطلب ہوگا ''تمہارے لئے ان جانورون میں قیاس کرنا ہے'' پھر تو مطلب یہ ہوا کہ جس طرح جانور کرتے ہیں تم بھی اسی طرح کرو نہ کھانے پینے میں کوئی پابندی جو دل میں آئے کھاؤ پیو اور نہ شادی بیاہ میں۔ جس سے چاہو نکاح کرلو جس طرح جانوروں کا کوئی حساب کتاب نہیں اسی طرح تمہارا بھی کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا۔ میرے خیال میں اس قیاس پر کسی حنفی کا عمل نہیں ہے۔

اسی طرح سورۃ نور میں ہے:

﴿يُقَلِّبُ اللّٰهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَعِبْرَةٌ لأُولِي الأَبْصَارِ﴾ (آیت ۴۴)

اللہ تعالیٰ بادلوں میں اپنی قدرت کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے وہی ذات رات اور دن کو پھیرتی رہتی ہے بیشک عقلمندوں کے لئے اس میں عبرت ہے۔

اب احناف کس پر قیاس کریں گے؟ اور ہرگز کر بھی نہیں سکتے کیوں کہ قیاس کے لئے یہاں پر کچھ نہیں ہے اگر کیا بھی ہوگا تو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے ہوں گے۔ اعاذنا الله من الافتراء عليه.

اسی طرح سورۃ یوسف میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ﴾ (آیت ۱۱۱)

ترجمہ: بیشک یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے قصہ میں بصیرت والوں کے لئے عبرت ہے۔

اس جگہ میں بھی اگر قیاس کا معنی لیا جائے تو مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے چھوٹے بھائی یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا اسی طرح تم بھی اپنے چھوٹے بھائیوں کے ساتھ یہی برتاؤ کرو اور جس طرح انہوں نے یوسف علیہ السلام کو فروخت کیا تم بھی اپنے بھائیوں کو فروخت کردو۔

اور شاید اس قیاس پر بھی احناف کا عمل نہیں ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

(فلم یستحح هؤلاء القوم أن یسموا القیاس اعتبارا (الإحكام فی اصول الأحكام ج ۲ ص ۳۸۷) کہ ان لوگوں کو شرم بھی نہیں آئی قیاس کو اعتبار کا نام دیتے ہوئے ﴿إِنْ تَعْجَبْ فَعَجَبٌ قَوْلُهُمْ﴾ اس سے زیادہ تعجب کی بات تو ان کا یہ کہنا ہے کہ:

لوعمل بالحدیث لانسد باب الرأی (نور الأنوار ۱۷۹)

اگر (غیر فقیہ صحابی کی) حدیث پر عمل کیا جائے تو قیاس کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

علامہ ابن حزم رحمہ اللہ لکھتے ہیں،

(ولا علم أحد قط فی اللغة التی بها نزل القرآن أن الإعتبار هو القیاس) (الإحكام فی اصول الأحكام ج ۲ ص ۳۸۷)

ترجمہ: آج تک کسی نے بھی نہیں جانا لغت کے اندر جس لغت میں قرآن نازل ہوا ہے کہ اعتبار کا مطلب قیاس ہے۔

بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کی عظیم قدرت آسمان اور زمین کو بنانے میں اور جو کچھ اس نے اپنے دشمنوں کے ساتھ معاملہ کیا ہے اس پر فکر وتدبر کرنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ ہم جان لیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ ایک اکیلا

متصرف ہے۔

جس کے پاس تھوڑی بھی عقل وشعور ہو اس چیز کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ عبرت کے معنی قیاس نہیں ہیں۔
کیوں کہ یہ پھر قرآن کریم کی تکذیب ہوگی جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قیاس کے لئے کبھی استعمال نہیں کیا۔

قیاس کی بنیاد کس نے ڈالی؟

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ قیاس شریعت نہیں ہے۔

بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت مطہرہ پر ایک دھبہ ہے۔ کیونکہ قیاس سے حرمت اور حلت ثابت نہیں ہوسکتی۔

احناف یہ کہتے ہیں کہ ہم قیاس کو **مثبت للحکم** نہیں مانتے بلکہ **مظہر للحکم** مانتے ہیں۔ یعنی قیاس کسی چیز پر حکم نہیں لگاتا بلکہ جو حکم پوشیدہ ہے اس کو ظاہر کردیتا ہے۔ تو عرض یہ ہے کہ یہ محض ایک باطل دعویٰ ہے ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔ اگر یہ **مظہر للحکم** ہوتا تو یہ آپس کے قیاس میں کبھی اختلاف نہیں کرتے کیوں کہ حکم تو ایک ہی ہوگا دو نہیں یہاں تو ایک ہی چیز پر چار چار حکم لگ رہے ہیں تو پتہ چلا کہ قیاس **مثبت للحکم** ہے نہ کہ **مظہر للحکم**۔

اور یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دینا یہ صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے کسی ملک مقرب یا نبی مرسل کو بھی اس بات کا حق نہیں ہے کہ وہ کسی چیز کو اپنی طرف سے حرام یا حلال کہے، چہ جائیکہ مجتہد۔ اس بات کا حق نا کسی نبی کو ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاأَحَلَّ اللّٰهُ لَکَ﴾

ترجمہ: اے نبی کیوں حرام کرتا ہے اس چیز کو جس کو اللہ نے حلال کیا تیرے لی۔

اور نا ہی کسی مجتہد کو جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَاتَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلَالٌ وَهٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ﴾ (سورة النحل ۱۱٦)

ترجمہ: کسی چیز کو اپنی زبانوں سے جھوٹ موٹ نہ کہہ دیا کرو کہ یہ حلال ہے اور یہ حرام ہے کہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھ لو۔

اور جس نے قیاس کے ذریعہ کسی چیز کو حرام یا حلال قرار دیا ہے گویا کہ اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے

کیوں کہ قیاس کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے نہیں اتارا اس لئے ہم نے اس پر حکم لگایا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾

آج میں نے تمہارے لئے دین کو مکمل کر دیا ہے

بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنے پیارے نبی کو بھی قیاس کرنے کی اجازت نہیں دی بلکہ فرمایا،

﴿وَأنِ احْکُمْ بَیْنَھُمَ بِمَاأَنْزَلَ اللّٰهُ﴾ (مائدہ ۴۹)

ترجمہ: آپ ان کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی کے مطابق فیصلہ کیا کیجئے۔

اوراسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَمَنْ لَمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَأولٰئِکَ ھُمُ الْکَافِرُوْنَ﴾ (المائدہ ۴۴)

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی وحی کے ساتھ فیصلے نہ کریں وہ پورے اور پختہ کافر ہیں۔

دوسری آیت میں ہے (فَأولٰئِکَ ھُمُ الظَّالِمُوْنَ) وہی لوگ ظالم ہیں۔ تیسری آیت میں (فَأولٰئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ) وہی لوگ فاسق ہیں۔ یہ آیتیں بار بار اس بات کی طرف توجہ دلا رہی ہے کہ جو لوگ اپنی طرف سے یا کسی مجتہد کے غلط فتوے سے چیزوں پر حلال اور حرام کی مہر لگاتے ہیں وہ یا تو کافر ہیں یا ظالم ہیں یا فاسق ہیں۔ قیاس کے بطلان کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اہل قیاس خود قیاس کرتے ہوئے آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ نے سختی سے منع فرمایا ہے۔

﴿وَلا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآئَھُمُ الْبَیِّنَات﴾ (آل عمران. آیة ۱۰۵).

ترجمہ: (اور مت ہو ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے ہیں اور آپس میں اختلاف کئے ہوئے ہیں)۔

تو ان کا قیاس میں اختلاف کرنا س بات کی دلیل ہے کہ قیاس شریعت نہیں ہے کیوں کہ شریعت میں اختلاف محال ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَلَوْ کَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلافًا کَثِیْرًا﴾ (النساء. آیة ۸۲)

اگر یہ شریعت اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتی تو ضرور اس کے اندران لوگوں کو بہت سارے اختلافات نظر آتے۔

یہاں تو بات اختلافات تک نہیں رہی بلکہ اس کی وجہ سے فرقوں میں بٹ گئے جس سے شریعت نے منع کیا ہے۔مثلاً شوافع کہتے ہیں تین بال برابر مسح کرنے سے وضوء ہوجائے گا اوراحناف کہتے ہیں جب تک چوتھائی سر کا مسح نہیں کرے گا وضوء نہیں ہوگا لیکن مالکی حضرات کہتے ہیں نہ پہلے والے کا وضوء صحیح اور نہ دوسرے کا بلکہ جب تک پورے سر کا مسح نہیں کرے گا اس کا وضوء نہیں ہوگا۔

مثال نمبر۲۔احناف کہتے ہیں کہ اگر کسی نے **الله أجل یا الله أعظم** کہتے ہوئے نیت باندھ لی تو اس کی نماز ہوجائے گی لیکن شوافع کے نزدیک یہ بے نمازی شمار ہوگا جب تک اللہ اکبر نہ کہے گا اس کی نماز نہیں ہوگی۔

مثال نمبر۳۔احناف کہتے ہیں لفظ **هبه یا تملیک** سے نکاح منعقد ہوجائے گا اور وہ مرد اور عورت آپس میں میاں بیوی شمار ہوں گے جو بچہ ہوگا وہ حلال کا ہوگا دونوں میں سے کوئی مرجائے تو دوسرا وارث بنے گا۔

لیکن شوافع کہتے ہیں کہ بغیر لفظ (نکاح یا تزویج) کے نکاح منعقد نہیں ہوگا اگر وہ صحبت کرے تو وہ زنا شمار ہوگا اور اس صحبت سے جو بچہ پیدا ہوگا وہ حرام کا ہوگا اور ایک مرجائے تو دوسرا مرنے والے کا وارث نہیں بنے گا۔قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کہ اہل قیاس کے قیاسات میں کتنا آسمان وزمین کا فرق اوراختلاف ہے۔یعنی بالفاظ دیگر یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی محمد ﷺ نے نہ ہمیں وضوء کا طریقہ بتایا ہے اور نہ نماز کا طریقہ بتایا ہے اور نہ ہی شادی بیاہ کا صحیح طریقہ بتایا ہے جس کی وجہ سے ہم قیاس کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (**اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ**) میں نے آج تمہارے لئے دین اسلام کو مکمل کردیا ہے۔

﴿**وَأَطِيْعُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلَهُ وَلاَ تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ**﴾ (سورة أنفال. آية ۴۶)

اوراطاعت کرو اللہ اوراس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل ہوجاؤ گے اور تمہاری قوت جاتی رہے گی۔

اوراسی طرح نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

﴿**لاَ تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ**﴾

(**نسائی ج۲ ص۹۰، مستدرک حاکم ج۱ ص۲۶۵**)

آپس میں اختلاف مت کرو ورنہ تمہارے دلوں میں بھی پھوٹ پڑ جائے گی۔

تو یہ بات ثابت ہوگئی کہ قیاس قطعاً شریعت نہیں ہے کیوں کہ قیاس نہ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہے اور نہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جبکہ اللہ کا ارشاد ہے کہ

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾

ترجمہ: جب تم آپس میں اختلاف کر بیٹھو کسی بھی چیز میں تو رجوع کرو اللہ اور رسول کی طرف۔

اور یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ رجوع الی القیاس نہ رجوع الی اللہ اور نہ رجوع الی الرسول ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا ہے کہ قول یا فعل میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے مت بڑھو:

﴿یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (حجرات آیة ۱)

دوسری بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے نہ خود کبھی قیاس کیا اور نہ ہی صحابہ کرام کو اس کی تعلیم دی ہے' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ (النجم آیة۳،۴)

ترجمہ: محمد ﷺ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے۔

اور جن لوگوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے بھی قیاس کیا ہے ان کا قول اس آیت کی رو سے مردود ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ یہ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے خلاف ہے۔

عن مالک بن انس رحمه الله یقول: ألزم ماقاله رسول الله ﷺ فی حجة الوداع (أمران ترکتهما فیکم لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة نبیه (اعلام الموقعین ص ۲۲۶ ج ۱)

امام مالک کا ارشاد ہے کہ اس بات کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھو جو بات نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمائی تھی کہ (دو چیزیں میں تمہارے درمیان چھوڑ کے جا رہا ہوں جب تک ان کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھو گے تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے نبی کریم کی سنت)۔

اسی طرح علامہ ابن عبد البر اپنی کتاب جامع بیان العلم میں نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا تهلک أمتی حتی تقع فی المقاییس فاذا وقعت فی المقاییس فقد هلکت (مختصر جامع بیان العلم و فضله ص ۲۵۰)

میری امت ہلاک نہیں ہوگی جب تک قیاسات میں نہ پڑ جائے اور جب یہ قیاسات میں پڑ جائے گی تو ہلاک ہوجائے گی۔

تو اس سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی ہے کہ مسلمانوں کا مرجع صرف قرآن عظیم اور سنت رسول ﷺ ہیں جیسے کہ اللہ رب العزت کا فرمان بھی ہے۔

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَي اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾ (سورۃ النساء ۵۹)

ترجمہ: ''اگر تمہارا آپس میں کسی بھی چیز میں جھگڑا ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان رکھنے والے ہو''۔

اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے کہ اختلاف پڑ جانے کی صورت میں کتاب اللہ اور سنت رسول کو مرجع بنانا واجب ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اور جمیع مفسرین امت نے اس آیت سے یہی مراد لی ہے کہ رسول ﷺ کی زندگی میں رسول کی طرف رجوع کیا جائے گا اور ان کی عدم موجودگی کی صورت میں ان کی سنت کی طرف۔

لیکن آیئے ہم آپ کو ایک ایسی شخصیت کا تعارف کرواتے ہیں جو کہ اصول وفروع میں حنفیوں کا مرجع ہے جن کی کتابیں پڑھے بغیر کوئی حنفی مفتی یا قاضی نہیں بن سکتا بلکہ کوئی مجتہد بھی نہیں بن سکتا جب تک ان کی کتاب ''المبسوط'' یاد نہ ہو۔ جن کو علامہ سرخسي کے نام سے یاد کیا جاتا ہے دیکھئے اس آیت کی معنوی تحریف کس طرح کی ہے صرف قیاس کو ثابت کرنے کے لئے اپنی کتاب (جو کہ اصول سرخسی کے نام سے مشہور ہے) لکھتے ہیں:۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

فان تنازعتم في شيء فردوه الي الله والرسول ان كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر) أن المراد به القياس الصحيح والرجوع اليه عند المنازعة، وفيه بيان أن الرجوع اليه يكون بأمر الله وأمر الرسول ولا يجوز ان يقال المراد هو الرجوع الي الكتاب والسنة (أصول السرخي ج۲ ص ۱۲۹)

(ترجمہ) (فان تنازعتم في شيء فردوه الى الله والرسول)
بیشک اس سے مراد قیاس صحیح ہے اور تنازع کے وقت اسی (قیاس) کی طرف لوٹنا مراد ہے اور اس میں اس بات کا بیان ہے کہ قیاس کی طرف رجوع کرنا اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے ہے اور یہ جائز نہیں ہے کہ یہ کہا جائے اس آیت سے مراد کتاب اللہ اور سنت رسول ہے۔

قارئین کرام! یہ بات آسمان کے ٹوٹنے سے بھی زیادہ بھاری ہے کہ کتاب اور سنت سے مراد قیاس کہا جائے۔ یہ ہے ان کی دین داری اور یہ ہے ان کی للّٰہیت جو کہ اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لئے تحریف قرآن سے بھی گریز نہیں کرتے۔ لیکن یہ حضرات بھول گئے ہیں کہ تحریف قرآن کر کے یہ لوگ یہود و نصاریٰ کی تقلید کر رہے ہیں نہ کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:۔

يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَنَسُوْا حَظاً مِمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ (سورة مائده آية١٣)
وہ لوگ کلام کو اس کی جگہ سے بدل ڈالتے ہیں اور جو کچھ نصیحت انہیں کی گئی تھی اس کا بہت بڑا حصہ بھلا بیٹھے۔

صاحب تفسیر نسفی فرماتے ہیں کہ تحریف کا مطلب (يفسرونه على غير ما أنزل) یعنی خلاف منزّل اپنی طرف سے تفسیر کرتے ہیں۔ (تفسیر النسفی ج۱ص۳۱۲)۔

آیئے آپ کو کچھ اور خطرناک تحریفات پر مطلع کرتا چلوں مولانا محمود الحسن دیوبندی جو کہ شیخ الہند کے نام سے مشہور ہیں اپنی کتاب ایضاح الأدلة (ص ۱۰۳) میں اسی آیت کی صریح تحریف کرتے ہیں۔ اصل آیت یوں ہے۔

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلٰي اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ﴾
لیکن حضرتِ اعلیٰ صرف تقلید کو ثابت کرنے کیلئے لفظ (اولي الأمر منكم) کو بڑھاتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلٰي اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ وَأولِي الأَمْرِ مِنْكُمْ﴾
لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ آج تک کسی حنفی عالم نے اس پر نکیر نہیں کی۔

اسی طرح مولانا محمود الحسن دیوبندی صاحب نے سنن ابی داؤد میں بھی تحریف کی ہے (امام ابوداؤد رحمہ اللہ

)نے کتاب الصلاۃ میں ایک باب باندھا ہے جو کہ موسوم ہے(**باب من رأی القرائة اذا لم یجهر**)لیکن مولانا نے اس باب کو اس طرح تبدیل کر دیا اور یوں کہا(**باب من کره القرآئة بفاتحة الکتاب اذا جهر الامام**) اور اس تحریف کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور تحریف کی طرف مجبور ہوئے کہتے ہیں (یہ باب اور طرح سے بھی ثابت ہے)(**باب من ترک القراء ة فیما جهر الامام**)۔

جبکہ دنیا بھر کے اور دوسرے نسخوں میں یہ باب اس طرح نہیں ملتا سوائے نسخہ (**مجتبائیه**) کے۔(دیکھئے کتاب الردود ص ۲۴۱،۲۴۶)۔

اسی طرح مولوی شبلی نعمانی حنفی عمل کو ایمان سے الگ ثابت کرنے کے لئے ایک آیت میں لفظ (و) کے بجائے حرف (ف)استعمال کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ (ف)تعقیب کا معنی دیتی ہے جو کہ ایمان کے بعد حاصل ہوتا ہے۔

اصل آیت یوں ہے:

﴿وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا﴾ (الطلاق ۔۱۱)

تحریف شدہ آیت ﴿وَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ فَيَعْمَلُ صَالِحًا﴾

(دیکھئے کتاب **الردود ص ۲۴۸**)

اسی طرح ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی والے نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ میں ایک حدیث میں لفظ (تحت السرۃ) کا اضافہ کیا ہے۔تا کہ اس سے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت ہو۔مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۳۹۰۔جبکہ اس ادارہ کے وجود سے پہلے دنیا کے کسی بھی نسخہ میں اس حدیث میں یہ لفظ نہیں تھا۔

اسی طرح محمود الحسن دیوبندی صاحب نے سنن ابی داؤد کی ایک اور حدیث جس میں (عشرین لیلۃ) کا لفظ ہے اس کو حاشیہ میں (عشرین رکعۃ) سے تحریف کر دیا ہے تا کہ بیس رکعت تراویح کو ثابت کر دیں جب کہ اس سے پہلے تمام نسخوں میں لفظ عشرین لیلۃ ہی ثابت ہے (الردود ص ۲۵۸) یہ ہے ان بزرگوں کی دینداری اور تقویٰ۔

اور جو لوگ دین کے اندر تحریف کرتے ہیں ان لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ﴾ (سورة المائدہ آیة ۳۳، ۴۱)

ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث میں تحریف کرنے سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

آیئے اب دیکھتے ہیں قیاس کا موجد کون ہے اور اس کی بنیاد کس نے ڈالی ہے۔ ابلیس لعین سے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿قَالَ مَا مَنَعَکَ اِذْ أَمَرْتُکَ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِيْنٍ﴾ (الأعراف آية ۱۲)

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے (ابلیس لعین سے) کیا بات ہے تجھے کس چیز نے روکا (آدم کو سجدہ کرنے سے)؟ جب میں نے تجھے حکم دیا۔ ابلیس نے جواب دیا میں تو اس سے بہتر ہوں مجھے آپ نے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے۔

اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور حسن بصری رحمہ اللہ اور محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

أول من قاس ابليس فأخطأ القياس فمن قاس الدين برأيه قرنه مع إبليس (تفسیر کبیر، ج ۱۴ ص ۲۹، تفسیر القرطبی ج۴ ص ۱۱۰).

ترجمہ: سب سے پہلے قیاس کرنے والا ابلیس تھا اور پھر قیاس میں خطا کی پس جس نے بھی دین کے اندر اپنی رائے سے قیاس کیا، اللہ تعالیٰ اسے ابلیس کے ساتھ کردے گا۔

پس اسی طرح ابلیس لعین نے قیاس کیا اور گمراہ ہوا اور قیاس کرنے والوں کا امام بننے کا شرف حاصل کیا۔

(مزید تفصیل کے لئے سنن دارمي باب **تغير الزمان وما يحدث فيه** اور تفسیر کبیر للامام فخرالدین الرازی کا مطالعہ کریں)۔

اسلام صرف ایک ہے

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الاِسْلَامُ﴾ (سورة أل عمران آيه ۱۹)

ایک اور جگہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ﴾

(آل عمران ۸۵)

۳۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهرُ رَمَضَانَ الَّذِىٓ اُنزِلَ فِيهِ الْقُرآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ (البقرة ۱۸۵)

۴۔اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَمَا اَرسَلْنَاکَ اِلَّا کَافَّةً لِلنَّاسِ﴾ (الأنبیاء۱۰۷)

قارئین کرام!

۱۔ مذکورہ بالا دونوں آیتوں سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلام صرف ایک ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول ہے اور جو اس کے علاوہ کوئی اور دین کی تلاش میں ہے اس کا دین مردود ہے۔

۲۔ اور تیسری آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی ہدایت کے واسطے صرف ایک قرآن نازل فرمایا دو نہیں۔

۳۔ اور چوتھی آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کے انسانوں کی رہنمائی کے لئے آخری نبی محمد ﷺ کو بھیجا ہے اور کوئی نبی نہیں۔ان تینوں اصولوں میں کسی بھی مسلمان کا اختلاف نہیں ہے۔

قارئین کرام! یادرہے کہ جس طرح نبی سب کا ایک ہے، قرآن سب کا ایک ہے، دین اسلام سب کا ایک ہے اور جو شخص دو اسلام ہونے کا قائل ہے وہ بالاتفاق سب کے نزدیک قرآن وحدیث کی روشنی میں کافر ہے۔اور اسی طرح جو حکم اللہ تعالیٰ نے مشرق والوں کے لئے نازل فرمایا ہے وہی حکم مغرب والوں کے لئے بھی ہے اور جو حکم عربیوں کے لئے ہے وہی حکم عجمیوں کے لئے بھی ہوگا۔اور جو یہ کہتا ہے کہ نہیں بلکہ ہندوستانیوں کے لئے الگ حکم ہے عربیوں کے لئے الگ حکم ہے پاکستانیوں کیلئے الگ حکم ہے اور سعودیوں کیلئے الگ حکم ہے تو گویا کہ وہ یہ کہنا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو اسلام نازل کئے ہیں۔کسی پر سختی کا حکم نازل فرمایا ہے اور کسی پر نرمی کا کسی پر کسی چیز کو حلال قرار دیا ہے اور کسی پر حرام کسی کے لئے جائز قرار دیا ہے اور کسی کے لئے ناجائز جیسے کہ ماسٹر امین اوکاڑوی حنفی متعصب کا خیال ہے کہ علاقہ کے اعتبار سے حلال حرام جائز یا ناجائز کا اختلاف کرنا درست ہے۔

نعوذ باللہ یہ اللہ تعالیٰ سے کبھی صادر نہیں ہوسکتا۔کیوں کہ یہ چیز اللہ تعالی کی شریعت مطہرہ میں اختلافات کو ثابت کرتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت اختلافات سے پاک ہے جس کی گواہی خود قرآن کریم دے رہا ہے۔

﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلاَفًا كَثِيْرًا﴾ (النساء : ۸۲)
ترجمہ: اگر یہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو ضرور یہ لوگ اس کے اندر بہت سارے اختلافات پاتے۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:
﴿وَلاَ تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنَاتُ﴾ (آل عمران ۱۰۵)
ترجمہ: ''تم ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا''

اس جگہ پر کوئی یہ اعتراض نہ کرے کہ اس طرح کے اختلافات تو صحابہ کرام کے درمیان بھی تھے۔ تو پھر وعید ان کو بھی شامل ہے؟

تو ہم عرض کریں گے کہ کوئی بھی صحابی ایسے متعصب نہیں تھے کہ ان کے سامنے قرآن وحدیث پیش کرنے کے بعد بھی وہ اپنی رائے پر ڈٹے رہیں بلکہ اپنی رائے کو چھوڑ کر قرآن وحدیث سے چمٹ جاتے جبکہ مقلدین اس کے برخلاف ہیں بلکہ اپنی رائے کو ثابت کرنے کے لئے قرآن وحدیث میں بھی تحریف کرڈالتے ہیں جیسے کہ پیچھے مثالیں گزر چکی ہیں۔

اس لئے صحابہ کرام اس وعید میں داخل نہیں ہیں۔

اب آیئے دیکھتے ہیں کہ مقلدین کا یہ دعویٰ کہاں تک صحیح ہے کہ ہمارے مذاہب کے درمیان حلال وحرام، جائز وناجائز کا اختلاف نہیں ہے بلکہ افضل وغیر افضل کا اختلاف ہے۔ پھر آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ یہ اختلافات حرام وحلال میں ہے یا افضل وغیر افضل میں۔ یادرہے اسلام کے اندر بالاتفاق تمام علماء کے نزدیک ایک چیز یا تو حلال ہوگی یا حرام ہوگی یا ناجائز ہوگی یا جائز ہوگی یا تو پاک یا ناپاک دونوں حکم ایک ہی چیز میں جمع ہونا ناممکن اور محال ہے۔ جیسے کہ امام شافعی رحمہ اللہ کا فرمان ہے (الأقوال كثيرة والحق في واحد) کہ اقوال بہت سارے ہیں لیکن حق صرف ایک کے اندر ہے۔ کچھ مثالیں طہارت کے اندر دیکھ لیں۔

(أ لف) حنفی مذہب

۱۔ وضوء میں نیت کی ضرورت نہیں۔ (۱۔۲)

۲۔ بغیر ترتیب کے وضوء ہوجائے گا۔ (۱۔۲)

۳۔خون نکلنے یا الٹی آنے سے وضوءٹوٹ جاتا ہے۔(۳)

۴۔کلی اور ناک میں پانی ڈالے بغیر غسل نہیں ہوگا۔(۴)

۵۔شرمگاہ یا عورت کو چھونے سے وضوءنہیں ٹوٹتا ۔(۵)

شافعی مذہب

۱۔نیت کے علاوہ وضوءنہیں ہوگا۔ (۱۔۲)

۲۔بغیر ترتیب کے وضوءنہیں ہوگا۔(۱۔۲)

۳۔خون نکلنے یا الٹی آنے سے وضوءنہیں ٹوٹتا۔(۳)

۴۔کلی اور ناک میں پانی ڈالے بغیر غسل ہوجائے گا۔(۴)

۵۔شرم گاہ یا عورت کو چھونے سے وضوءٹوٹ جاتا ہے۔(۵)

۱،۲۔ الفقہ الاِسلامی واَ دلتہ۔ج ۱ص ۲۱۴،ھدایۃ ج ۱ص ۲۰۔۲۲

۳۔ الفقہ الاِسلامی واَ دلتہ۔ج ۱ص ۲۸۳،ھدایۃ ج ۱ص ۲۳

۴۔ الفقہ الاِسلامی واَ دلتہ۔ج ۱ص ۳۷۴،ھدایۃ ج ۱ص ۲۹

۵۔ الفقہ الاِسلامی واَ دلتہ۔ج ۱ص ۲۷۵،مقاۃ شرحِ مشکوٰۃ ج ۲ص ۴۲

قارئین کرام! آپ نے دیکھ لیا کیا یہ اختلاف آپس میں افضل وغیر افضل کا ہے یا جائز ناجائز کا؟ ایک ہی آدمی اگر حنفی طریقہ سے ضو کرتا ہے تو وضو ہو جائے گا لیکن وہی آدمی شافعی کے نزدیک بے وضو ہے یعنی یہی آدمی اگر نماز پڑھے تو حنفی کے نزدیک اس کی نماز ہو جائے گی لیکن شافعی کے نزدیک نہیں ہوگی کیونکہ یہ انسان ان کے نزدیک بے وضو ہے۔خلاصہ یہ ہے کہ شافعی کی نماز حنفی کے پیچھے نہیں اور حنفی کی نماز شافعی کے پیچھے نہیں ہوگی۔

(ب) اب آیئے نماز کے مسائل میں

حنفی مذہب

۱۔اَللہ اَعظم،یا اَللہ اَجل یا اَللہ الرحمٰن یا لا اِلٰہ اِلا اللہ سے بھی نماز شروع کر سکتے ہیں۔ (۱)

۲۔سورۃ فاتحہ پڑھے بغیر نماز ہوجائے گی۔ (۲)

۳۔نماز میں قہقہ لگانے سے وضواور نماز دونوں ٹوٹ جاتے ہیں (۳)

۴۔تعدیل اُرکان (یعنی اطمینان) نماز کے اندر فرض نہیں۔ (۴)

۵۔مقدار تشہد بیٹھنے سے نماز تمام ہوجائے گی اگرچہ تشہد اور درود نہ پڑھا ہو (۵)

۶۔سلام کے بجائے کھانے پینے سے یا ہنسنے سے یا ہوا خارج کرنے سے نماز ہوجائے گی۔(۶)

شافعی مذہب

۱۔اللہ اُکبر کے علاوہ کسی اور لفظ کیساتھ نماز شروع نہیں ہوگی ورنہ وہ نماز باطل ہے۔ (۱)

۲۔سورۃ فاتحہ کے علاوہ نماز نہیں ہوگی۔ (۲)

۳۔قہقہ سے صرف نماز ٹوٹ جائے گی وضو نہیں۔(۳)

۴۔تعدیل اُرکان کے علاوہ نماز نہیں ہوگی۔ (۴)

۵۔جب تک تشہد اور درود نہیں پڑھے گا نماز تمام نہیں ہوگی۔ (۵)

۶۔سلام کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ نماز اِتمام کو نہیں پہنچتی۔(۶)
بلکہ نماز باطل ہے۔

۱۔ ھدایہ ج اص ۱۰۰
۲۔ ھدایہ ج اص ۱۰۴
۳۔ ھدایہ ج اص ۱۳۰
۴۔ ھدایہ ج اص ۱۰۶
۵۔ ھدایہ ج اص ۱۱۲
۶۔ الفقہ الاِ سلامی واُ دلتہ ج اص ۶۷۲

اب آپ خود ہی فیصلہ کرسکتے ہیں۔کیا ان مذاہب کے درمیان جائز وناجائز کا اختلاف ہے یا افضل وغیر افضل کا؟ یہ ایک اسلام ہوا یا دو؟

(ج) اب آیئے کچھ مثالیں نکاح کے اندر بھی دیکھ لیتے ہیں۔

حنفی مذہب

۱۔لفظ بیع یا لفظ ہبہ سے نکاح منعقد ہو جائے گا۔(۱)

۲۔بغیر ولی کے نکاح منعقد ہو جائے گا۔(۲)

۳۔زبردستی طلاق واقع کرانے سے طلاق ہو جائے گی۔(۳)

۴۔چوتھی بیوی کی عدت کے اندر اسکی بہن سے نکاح نہیں ہوگا۔(۴)

۵۔کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھونے سے اس عورت کی ماں بہن دونوں اس پر حرام ہو جاتی ہیں۔(۵)

شافعی مذہب

۱۔لفظ نکاح یا لفظ زواج کے علاوہ نکاح منعقد نہیں ہوگا۔(۱)

۲۔بغیر ولی کے نکاح باطل ہے۔(۲)

۳۔زبردستی سے طلاق نہیں ہوتی بلکہ نکاح باقی رہتا ہے۔(۳)

۴۔چوتھی بیوی کی عدت کے اندر اسکی بہن سے نکاح ہو جائیگا۔(۴)

۵۔ان میں سے کوئی بھی اس پر حرام نہیں بلکہ دونوں میں سے کسی سے بھی نکاح کرسکتا ہے۔(۵)

قارئین کرام! کیا یہ دو اسلام نہیں ہیں؟ کیا یہ ساری چیزیں امت مسلمہ کو اتحاد کی دعوت دے رہی ہیں یا تفرقہ کی آپس میں محبت والفت کی دعوت دے رہی ہیں یا نفرت کی۔بس یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ آپس میں الجھ کر رہ گئی ہے اور ایک دوسرے کی تردید کرتے ہوئے زندگی گزار رہی ہے۔اس لئے ہماری بھی تمام دنیا کے مقلدین سے وہی گزارش ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے چودہ سو سال پہلے کے مسلمانوں سے فرمایا ہے:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيءٍ فَرُدُّوْهُ اَلٰي اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾

کہ اگر تم کسی بھی چیز میں اختلاف کر بیٹھو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔

۱۔ ھدایہ جلد ا ص ۳۰۵، توضیح وتلویح ص ۱۴۷۔

۲۔ ھدایہ جلد ا ص ۳۱۲، تسہیل اصول الشاشی ص ۱۲۔

۳۔ ھدایہ ج ا ص ۳۵۸،

۴۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ ج ۷ ص ۱۶۴، تسہیل اصول الشاشی ص ۱۱۔

۵۔ ہدایہ ج ا ص ۳۰۹۔

کچھ مثالیں کھانے پینے کی چیزوں میں

حنفی مذہب

۱۔سمندر کے جانوروں میں سے مچھلی کے علاوہ سب کچھ حرام ہے (۱)

۲۔شراب کے علاوہ کسی اور نشہ آور چیز کے کھانے یا پینے سے حد نہیں آئے گی۔(۲)

۳۔گائے یا بکری کا ذبح کرنے کے بعد اگر پیٹ میں سے بے جان بچہ نکل آئے تو اس بچہ کا کھانا حرام ہے۔(۳)

۴۔اگر ذبح کرنے والا جان بوجھ کر بسم اللہ پڑھنا چھوڑ دے تو مذبوحہ جانور مردہ شمار ہوگا اس کو نہیں کھایا جائے گا۔(۴)

۵۔سانا (جو کہ گوہ سے مشابہت رکھتا ہے) کا کھانا حرام ہے۔(۵)

شافعی مذہب

۱۔سمندر کے اندر جو کچھ ہے سب کا کھانا حلال ہے۔(۱)

۲۔ہر نشہ دار چیز حرام ہے اور اس کے کھانے یا پینے والے پر حد آئے گی۔(۲)

۳۔پیٹ کا بچہ کھانا حلال ہے کیونکہ ماں کا ذبح ہونا اس کے لئے کافی ہے۔(۳)

۴۔چاہے ذبح کرنے والا جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑے یا بھولے سے چھوڑے دونوں صورتوں میں وہ جانور حلال ہے۔(۴)

۵۔سانا (جو کہ گوہ سے مشابہت رکھتا ہے) کا کھانا حلال ہے۔(۵)

یہ ہے ان مذاہب کی صورت حال اختصار کے لئے صرف دو مذہبوں کے درمیان کے اختلافات کو بیان کیا گیا ہے ورنہ اختلاف کی آگ بہت ہی بڑی ہے۔بس مقصود یہ بتانا تھا کہ ان مذاہب کے درمیان اختلاف جواز وغیر جواز حرام یا حلال صحیح و باطل کا ہے نہ کہ افضل وغیر افضل کا۔ **فافهم و اهتد و لا تكن من الغافلين.**

اللہ تعالیٰ ہم سب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾

جو اللہ تعالی اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تحقیق کہ اس نے عظیم کامیابی کو پالیا۔

۱۔ ھدایۃ ج ۲ ص ۴۴۲

۲۔ ھدایۃ ج ۲ ص ۴۹۴، المحلی ۔ ج ۶ ص ۱۹۴
۳۔ ھدایۃ ج ۲ ص ۴۴۰
۴۔ ھدایۃ ج ۲ ص ۴۳۵
۵۔ ھدایۃ ج ۲ ص ۴۴۱

کچھ جواب آپ بھی دیجئے؟

۱۔قرآن شریف یا صحیح صریح حدیث یا آئمہ اربعۃ میں سے کسی بھی ایک کے قول سے تقلید کو ثابت کیجئے۔یاد رہے کہ آپ کا دعویٰ تقلید شخصی کا ہے اس لئے دلیل بھی اس کے مطابق لائیے گا۔

۲۔آپ کے نزدیک اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا ہے کیونکہ اب نہ کوئی مجتہد بن سکتا ہے اور نہ ہی کسی مجتہد کی ضرورت رہی ہے۔

اب بتائیے جب عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو وہ کس مذہب پر ہوں گے حنفی ہوں گے یا شافعی یا مالکی یا حنبلی؟

۳۔بتائیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ مجتہد بننے سے پہلے مقلد تھے یا غیر مقلد؟ اگر مقلد تھے تو کس کے تھے؟ اور اگر کسی کے نہیں تھے تو پتہ چلا کہ وہ غیر مقلد تھے۔

۴۔امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب شائع ہونے سے پہلے لوگ کس کی تقلید کرتے تھے اگر کسی کی نہیں کرتے تھے تو پھر وہ غیر مقلدین ثابت ہوئے۔اسی طرح مالکی شافعی حنبلی مذہب شائع ہونے سے پہلے ان کے مقلدین کا مذہب بتائیے کہ وہ کس کی تقلید کرتے تھے؟

فَاِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوْا النَّارَالَّتِي وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لَلْكٰفِرِيْنَ

(البقرۃ ۲۴)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تقلید ایک محدث چیز ہے جو کہ رفتہ رفتہ لوگوں کے دلوں میں گھر کر گئی ہے۔یہاں تک کہ قرآن وحدیث کی تردید وتحریف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

اعاذ اللہ جمیع المسلمین منه.

فہرس مصادر و مراجع

١. القرآن الكريم

٢. ألاحكام فى أصول الأحكام لابن حزم رحمه الله

٣. إرشاد الفحول للشوكانى رحمه الله

۴. أصول السرخسى

۵. أصول البزدوى

٦. الإعتصام للشاطبى رحمه الله

۷. أصول الكرخى

٨. أربعين النووى

٩. إعلام الموقعين لابن القيم رحمه الله

١٠. تيسير التحرير

١١. تفسير ابن كثير

١٢. تفسير القرطبى

١٣. تفسير المنير للدكتور و هبة الزحيلى

١۴. التفسير الكبير للإمام الرازى

١۵. تفسير الجلالين للسيوطى رحمه الله

١٦. تسهيل أصول الشاشى

١۷. التوضيح والتلويح

١٨. التقليد و أحكامه لسعد بن عبد العزيز الشثرى

١٩. التفهيمات الإلٰهيه للشاه ولى الله الدهلوى

٢٠. الجامع الصغير للسيوطى رحمه الله

٢١. جامع بيان العلم و فضله لإبن عبدالبر رحمه الله

٢٢. حجة الله البالغة للشاه ولى الله الدهلوى

۲۳. حاشیه حسامی

۲۴. روح المعانی للألوسی رحمه الله

۲۵. رد المحتار

۲۶. الردود لبکربن عبدالله أبو زید

۲۷. زاد المعاد

۲۸. سنن ابی داود

۲۹. سنن الدارمی

۳۰. سنن الترمذی

۳۱. سنن ابن ماجه

۳۲. سنن النسائی

۳۳. شرح عین العلم

۳۴. شرح عقود رسم المفتی

۳۵. شرح السنة للبغوی

۳۶. صحیح البخاری

۳۷. عقد الجید

۳۸. الفقه الأکبر للامام الشافعی رحمه الله

۳۹. فتاوی إمدادیه

۴۰. فتح القدیر للشوکانی

۴۱. الفقه الإسلامی و أدلته

۴۲. المؤطأ للإمام مالک رحمه الله

۴۳. مستدرک للحاکم

۴۴. مشکاة المصابیح

۴۵. مسلم الثبوت

٤٦. مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح

٤٧. المحلى بالآثار لابن حزم رحمه الله

٤٨. نور الأنوار

٤٩. النفع الكبير

٥٠. الهدايه

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان